بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۵	ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ / مئی ۲۰۰۷ء	شمارہ : ۵

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلٰی	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............ سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.................. سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ...............................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 2-7914 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092

خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092

فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092

رہائش "بیت الحمد" : 7726702 - 42 - 092

موبائل : 4249301 - 333 - 092

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۱
منہاج السنۃ اِزالۃ الخفاء اور......	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۶
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۲۷
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۲۹
اعلامیہ وفاق المدرس العربیہ	حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب	۳۲
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۷
مسائل موبائل	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب	۴۰
اجماعِ اُمت اور قیاس شرعی کے منکر	جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۴۴
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۴۸
دینی مسائل		۵۶
تقریب شادی خانہ آبادی		۵۹
بزمِ قارئین		۶۰
عالمی خبریں		۶۱
اخبار الجامعہ		۶۲
جامعہ مدنیہ جدید کا ماسٹر پلان		۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد !

گزشتہ ماہ پاکستان کے وزیر اعظم کے دورۂ چین کے موقع پر ۲۱ اپریل کے روزنامہ میں مشترکہ اِعلامیہ شہ سرخیوں سے شائع کیا گیا اور یہ قرار دیا گیا کہ دورہ نہایت کامیاب رہا ہے۔

پڑوسی ممالک میں شروع ہی سے چین کے ساتھ پاکستان کے تعلقات دیگر ممالک کی نسبت بہت بہتر رہے ہیں۔ بین الاقوامی دُنیا میں وہی تعلقات عموماً اچھے سمجھے جاتے ہیں جو برابری کی بنیاد پر ہوں۔ اس کے علاوہ دیگر بنیادوں پر قائم تعلقات میں عام طور پر عدل وانصاف مدنظر نہیں ہوتا بلکہ اس میں جبر و ناانصافی اور کسی ایک فریق کے ہی مفادات پیش نظر رہتے ہیں۔ اِن نوعیت کے معاہدے دُنیا میں پائیدار امن کے ضامن نہیں ہوتے بلکہ پہلے سے موجود بے چینی و بے سکونی کے ساتھ ساتھ عدمِ تحفظ کی فضا کو برقرار رکھتے ہیں۔

مذکورہ پاک چین معاہدہ میں جو بات شہ سرخی سے ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ''چین پاکستان کی سلامتی، آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کرے گا''۔

حالانکہ ہر کس و ناکس یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ کسی ملک کی سلامتی، آزادی اور خودمختاری کی حفاظت اُس ملک کی قوم خود کرتی ہے، باہر کی قوم نہیں کیا کرتی۔ قوم میں اگر بیداری اور دم خم ہو تو باہر کی قومیں خود بخود

اِس کی سلامتی اور خودمختاری کا احترام کرنے لگتیں ہیں۔ کیا پاکستان چین کی سلامتی، آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کرسکتا ہے...... نہیں بلکہ احترام کرتا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ احترام کرنا اُس کے وجود کو تسلیم کرنا ہے اور اِس سے زیادہ نا چین پاکستان کے لیے کچھ کرسکتا ہے اور نا پاکستان چین کے لیے۔

کسی ملک کی سلامتی، آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ ملک اپنی عملداری ختم کر کے دوسرے ملک کی عملداری کو اپنے اُوپر مسلط کررہا ہے۔ اور اگر یہ مطلب نہیں ہے تو جو بھی اِس کا دوسرا مطلب اُن کے نزدیک ہے تو اُس کی وضاحت کی جانی چاہیے۔

پاکستان ایک مسلم ملک ہے اور مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ سلامتی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہوتی ہے اِس کے سواء کوئی کسی کی سلامتی کا ضامن نہیں ہوسکتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ اے اللہ آپ سلام ہیں اور سلامتی آپ ہی کی طرف سے نصیب ہوتی ہے۔

دُنیا کی کوئی بھی طاقت اِس بات کی ضمانت نہیں دے سکتی کہ ایک ہوائی اڈے سے پرواز کرنے والا جہاز دُوسرے ہوائی اڈے پر صحیح سلامت پہنچ جائے گا۔ جب ہوائی جہاز کی ایک مختصر سی پرواز کے بارے میں دُنیا کی ہر طاقت اِس درجہ بے بس ہوئی تو دوسرے ملکوں کی سلامتی بلکہ خود اپنے ملک کی سلامتی کے متعلق کوئی بھی دعوے سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ہمارے حکمرانوں اور سفارت کاروں کو چاہیے کہ کوئی ڈرافٹ مرتب کرتے وقت اَلفاظ کے چُناؤ میں عقائد اور حقائق دونوں پیشِ نظر رکھیں اور اِتنا پُھسپسا پن ظاہر نہ کریں کہ جس کے نتیجے میں عقائد پر بھی آنچ آجائے اور اپنے ملک پر اپنی ہی عملداری ایک سوالیہ نشان بن جائے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامد یہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک با قاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

حضرت عمرؓ اور حضرت محمد بن مَسْلَمَۃؓ کی فتنوں سے حفاظت
حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ دونوں حق پر تھے
صحابہ کرامؓ اور ائمہؒ کی بغداد آمد و رفت

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 53 سائیڈ A 18-10-1985)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرتِ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، اِن حضرات کے بارے میں پہلے ذکر ہوا، یہ بڑے بڑے صحابہ کرام ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کیا۔ تو ایسے صحابہ کرام کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام سے بھرپور علم حاصل کرنے والے صحابہؓ بائیس تھے :

ابن ہُمام رحمۃ اللہ علیہ نے تو انداز اً صرف بائیس لکھے ہیں، کہ ایسے صحابہ کرام کہ جن کی طرف رجوع کیا جائے، مسائل اُن سے پوچھے جاتے ہوں اور صحابی اُن کی طرف رجوع کرتے ہوں وہ بائیس سے زیادہ نہیں بنتے۔ عشرہ مبشرہ ہیں، اِن حضرات کے علاوہ باقی دیکھے جائیں تو بہت زیادہ نہیں ہے تعداد۔ باقی اور

صحابۂ کرام کیا کرتے تھے، کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو اِن ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اِن حضرات نے بڑا علمی مقام حاصل کیا۔

تو حضرتِ معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک اِرشاد اِس میں پہلے گزرا، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا کہ اُنہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیزیں پوچھی تھیں کہ جو آگے کو وقوع میں آنے والی ہوں اور اُن سے بچنا ضروری ہو، ایسی چیزیں کیا ہیں؟ تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُن کو وہ چیزیں بتادی تھیں، اُن سے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے بتانے کی اجازت نہیں ہے، کوئی ایسی چیز نہیں فرمائی بلکہ جو وہ پوچھتے تھے تو آپ اُنہیں بتادیتے تھے اور حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ چیزیں ظاہر نہیں کیں۔ ہاں کبھی کوئی بڑا آدمی اُن سے پوچھ لیتا تھا تو بتادیتے تھے اِشارۃً، کبھی اِشارہ واضح کردیتے تھے کبھی نہیں۔

فتنہ کیا ہے ؟

جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دَور میں ایک دفعہ پوچھا کہ یہ بتائیے کہ ''فتنہ'' کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ فِتْنَۃُ الرَّجُلِ فِیْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ یُکَفِّرُھَا الصَّلٰوۃُ وَالصَّدَقَۃُ یہ جو اپنے گھر والوں کے بارے میں یا مال کے بارے میں ہوتی ہے آزمائش اور فتنہ، تو اُس کا کفارہ تو نماز اور صدقہ اِن چیزوں سے ہوجاتا ہے۔ تو حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے اِن سے کہا کہ نہیں میں اِن کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ فِتْنَۃُ الَّتِیْ تَمُوْجُ کَمَوْجِ الْبَحْرِ وہ فتنہ کہ جس کی موجیں سمندر کی موجوں کی طرح ہوں گی، میں اُس کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس کی نشاندہی فرمائی ہوگی، بتلایا ہوگا کہ وہ کب ہوگا اور کیسے ہوگا؟

حضرت عمرؓ کی فتنوں سے حفاظت :

تو اُس کا جواب اُنہوں نے دیا کہ لَیْسَ عَلَیْکَ مِنْھَا بَأْسٌ یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ آپ کو اُس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے اے امیر المؤمنین۔ اِس لیے کہ اُن فتنوں کے اور آپ کے درمیان بند دروازہ ہے بَابًا مُّغْلَقًا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ دروازہ کُھلے گا اور فتنے آئیں گے یا دروازہ ٹوٹے گا اور فتنے آئیں گے، اِن میں سے کون سی شکل ہوگی؟ تو اِنہوں نے کہا یعنی رسول اللہ ﷺ ہی کی بات نقل کررہے تھے مگر پوشیدہ انداز میں، اِشاروں میں۔ اِنہوں نے کہا جواب میں کہ نہیں وہ دروازہ ٹوٹے گا، کھلے گا نہیں۔ تو دروازہ کُھلنے کی بات تو یہ ہے کہ زور لگا کر بند بھی کیا جاسکتا ہے اُسے، لیکن ٹوٹنے کا معاملہ یہ ہے کہ پھر بند ہی

نہیں ہوسکتا۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اِذًا لَّا یُغْلَقُ اَبَدًا اِس کا مطلب تو یہ ہے کہ پھر کبھی بھی وہ بند نہیں ہوگا، وہ کُھل گیا دروازہ تو کُھلا ہی رہے گا، فتنے پیدا ہوتے ہی رہیں گے، یہ نہیں ہوگا کہ کبھی زور لگا کر دروازہ بند کرلیں اور فتنوں سے بالکل نجات ہوجائے، ایسی شکل نہیں ہوگی پھر ہوا بھی اِسی طرح سے۔

اور یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور فتنوں کے درمیان دروازہ ہے، تو اِس پر شاگردوں نے پوچھا یا پوچھنا چاہا تو کہتے ہیں کہ ہمیں اُستاد کا حجاب اور لحاظ مانع آگیا تو ہم نے اپنے ایک بڑے جلیل القدر ساتھی سے کہا کہ آپ پوچھیں، حضرتِ مسروق اُن کا نام تھا۔ مسروق جو ہیں تابعی ہیں مگر علامہ ہیں بہت بڑے۔ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اِن کے علمی ذوق اور وسعتِ علم کی وجہ سے جو سوال یہ کرتے تھے اُس کا جواب دیا کرتے تھے۔ تو اُنہوں نے پوچھا اُن سے، تو اِنہوں نے کہا میں نے کوئی ویسے ہی باطل بات نہیں سنائی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلکہ بالکل صحیح بات سنائی تھی، ہونا ایسے ہی تھا، کہنے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے تھے اور دروازے سے مراد خود اُن کی ذات تھی، کہ جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اُمت میں وجود ہے کوئی فتنہ نہیں پیدا ہوگا۔ بڑا عجیب اور بڑا بابرکت وجود تھا کہ فتنے پیدا ہی نہیں ہونے پائے، فتنے ہی ڈرتے رہے۔ جتنے فتنہ پیدا کرنے والے لوگ تھے ہمت ہی نہیں کرسکے۔

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کے دَور میں فتنے شروع ہوئے :

ہاں اُن کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں چھ سال گزرنے کے بعد پھر اُبھرنے شروع ہوئے اور اِتنے اُبھرے اِتنے اُبھرے کہ اُنہیں شہید کردیا۔ اور اتنے زور پر تھے کہ اگلی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ مشکل ہوگئی اور طرح طرح کی چیزیں اُن پر پیش آئیں۔ اب حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ پھر بغداد آگئے، پہلے اس علاقہ کو مدائن کہتے تھے پھر مدائن کے علاقے میں ایک شہر آباد ہوگیا اُس کا نام بغداد ہوگیا تو ایک کتاب ہے ''تاریخِ خطیبِ بغدادی''، تو خطیب بغدادی نے ہر اُس آدمی کا ذکر کیا ہے کہ جو بغداد میں آیا ہو چاہے وہ رہا ہو وہاں یا گزرا ہو وہاں سے، ایک آدھ دن قیام کیا ہو، بس تاریخ میں نام آگیا کہ وہ بھی وہاں آیا ہے اُس کا بھی نام اور حال ذکر کردیا۔

صحابۂ کرامؓ اور ائمہؒ کی بغداد آمد و رفت :

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہاں قید رہے ہیں، وہیں وفات ہوئی ہے، وہیں مزار ہے۔ تو اِسی مناسبت

سے اُن کا بھی ذکر کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا ہے، کیونکہ وہ بصرہ سے جب صِفین تشریف لے گئے ہیں تو اُس وقت اِدھر مدائن کے علاقے سے گزرے اِس لیے اُن کا بھی ذکر آ گیا، اُن کے ساتھ کون کون صحابۂ کرامؓ تھے اُن کا ذکر بھی آ گیا۔ ان علاقوں کی طرف فتوحات ہوئیں تھیں، فتوحات ہوئیں تو پھر بعض لوگوں کو بعض علاقے پسند آئے یا بعض لوگوں کو بعض علاقوں میں زمینیں ملیں۔ جب زمینیں ملیں تو اُنہوں نے پھر قیام وہیں اختیار کر لیا کیونکہ گزرِ اَوقات کے لیے اُن کو اُس کی دیکھ بھال کرنی ہوتی تھی تو وہ وہیں رہ پڑتے۔ اِس طرح حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہاں رہے۔ ایک علاقہ تھا اِدھر جہاں یہ اب لڑائی ہو رہی ہے۔ [۱]

حضرتِ حسنؓ و حسینؓ اور جہاد :

اِس میں حضرتِ حسن، حضرتِ حسین رضی اللہ عنہما بھی جہاد میں تھے، تو اِنہوں نے یہ علاقہ فتح کیا، اُسی علاقے کو حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے جب حضرتِ معاویہؓ سے صلح کی ہے تو اپنے نام رکھا ہے کہ اُس کی آمدنی جو ہے وہ میں لوں گا، تو وہ علاقہ اِن کے نام رہا ہے، حضرت معاویہؓ نے اُسے تسلیم کیا۔ تو جو علاقہ جہاد میں صحابۂ کرامؓ یا مجاہدین نے حاصل کیا تھا اُن جگہوں پر اُن کو زمینیں ملی تھیں تو وہ وہیں رہتے تھے اور اِجازت دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ اگر آپس میں زمینوں کا تبادلہ کرنا چاہیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔ اُس تبادلے کی تصدیق گویا حکومت کر دیتی ہے کہ ٹھیک ہے یہ الاٹمنٹ اِدھر کے بجائے اُدھر، اُدھر کی بجائے اِدھر اِن کی ہو جائے گی۔ تو اِس طرح بھی بہت سے لوگوں نے سوادِ عراق میں جگہ لی۔

سوادِ عراق سے مراد :

سوادِ عراق کا مطلب ہے کہ دریا کے کنارے کنارے جو حصہ ہے وہ بڑا شاداب ہے، تو سواد کہتے ہیں سیاہی کو، تو شاداب علاقہ جو ہوتا ہے اُسے بھی سب سیاہی کہتے ہیں، کیونکہ اُس میں سایہ ہوتا ہے بہت زیادہ، تو اُس کو وہ سواد کہنے لگے۔ تو سوادِ عراق میں جو سرسبز اور شاداب حصہ تھا دریاؤں کے کنارے کنارے آباد، اُس میں بہت سے لوگوں نے شام کی زمینوں سے اور کسی نے کہیں اور کی زمینوں سے تبادلے کیے۔

حضرتِ حذیفہ ؓ کی دمِ عثمانؓ سے براءت :

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ یہاں رہنے لگے، اب جب حضرت عثمان شہید ہوئے ہیں اُس زمانے

---

[۱] غالبًا عراق ایران کی لڑائی اور عبّادان کے علاقے مراد ہیں۔

میں یہ مدینہ منورہ میں تھے، وہاں سے واپس آئے اور یہاں ٹھہرے مدائن میں جہاں بغداد بعد میں آباد ہوا ہے، تو خطیب بغدادی نے اُن کا بھی ذکر کیا ہے اور یہاں جب وہ آئے تو پھر وہ کہتے تھے کہ خداوندِ کریم میں دمِ عثمانؓ سے بری ہوں، عثمانؓ کے خون سے میں بری ہوں۔ میں نے اُس خون میں کوئی دلچسپی نہیں لی، اِستغفار کرتے تھے۔ اگرچہ ظاہر ہے کہ کوئی اُن کا تعلق نہیں تھا مگر عراق کے لوگ گئے تو تھے۔ کوفے کے گئے تھے، بصرے کے گئے تھے، اُن میں کوئی جاننے والے بھی ہوں گے وہ بھی گئے تھے۔

حضرت حذیفہؓ کے صاحبزادے حضرت علیؓ کے ساتھ رہے :

پھر یہ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہتے لیکن وفات ہوگئی۔ اپنے بیٹے کو اُنہوں نے جو علامات بتائیں کہ اِن کے ساتھ رہنا تم، تو وہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رہے۔

حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ دونوں حق پر تھے :

تو زمانۂ فتنہ میں دو چیزیں بتائی گئی تھیں۔ ایک یہ کہ حضرتِ عثمانؓ حق پر ہوں گے اور دُوسری بات یہ تھی کہ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ صحیح ہوں گے۔ تو حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَاحَدَّثَکُمْ حُذَیْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ حذیفہ جو تمہیں بتلائیں باتیں موقع بہ موقع تو تم تصدیق کرنا اُس کی کہ وہ ٹھیک ہیں۔ فرماتے ہیں حضرتِ حذیفہؓ کہ مَااَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ تُدْرِکُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَیْهِ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ فتنے کا زمانہ یا علاقہ وہاں وہ ہو تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہیں یہ مبتلا نہ ہوجائے فتنے میں۔ کیونکہ میں نے بتایا کہ فتنہ ایک ایسی چیز کو بھی کہتے ہیں کہ جس میں صحیح اور غلط کا پتا نہ چلے۔ اُس دَور میں ایسے ہوجاتا ہے کہ جیسے آپ چاہیں اُردو میں کہہ لیں پردہ پڑا ہے عقل پر، یا کہہ لیں غبار ہے جیسے، دُھواں ہے جیسے، اِس طرح کی کیفیت ہوتی ہے، صحیح کام نہیں کرتی عقل۔

محمد بن مَسْلَمہؓ کے بارے میں اطمینان :

تو یہ فرماتے ہیں کہ سب کے بارے میں جہاں کہیں فتنہ ہو تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ مبتلا نہ ہوجائے اُس میں سوائے تمہارے اے محمد بن مسلمہ، یہ محمد بن مسلمہ ایک صحابی ہیں، اُن کو کہتے ہیں کہ تمہارے بارے میں مجھے یہ اَندیشہ نہیں ہوتا کہ تم فتنے میں مبتلا ہوسکو، کیوں؟ اِس واسطے کہ میں نے جنابِ رسول اللہ

ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تمہارے بارے میں کہ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ تمہیں فتنے سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر تم فتنے کی زمین میں ہو، فتنے کے علاقے میں ہوتو میں مطمئن ہوں، مجھے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم فتنوں میں مبتلا ہوگے، اللہ تعالیٰ تمہیں بچائے رکھے گا فتنوں سے۔ تو یہ صحابۂ کرام کی فضیلتوں کا بیان ہے، اُن میں ایک نیا نام جو آیا ہے وہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور اُن کی فضیلت یہ ہے کہ وہ ڈاواں ڈول یا اِدھر اُدھر نہیں بلکہ وہ سیدھے راستے پر، صاف راستے پر قائم رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء............

درسِ حدیث

کریم پارک اور ڈیفنس

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:00 بمقام بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ میں اور ہر مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:00 بمقام X-35 فیز III ڈیفنس ہاوسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔

خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ رابطہ نمبر : 042 - 7726702

0333 - 4300199 - 042 - 5027139

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کرلیا کریں۔ شکریہ

قسط : ۵

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی ؒ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی ؒ ﴾

مسائلِ علمیہ :

☆ خواہ کیسے ہی تقوی پر انسان ہو اور کیسے ہی اعمالِ صالحہ اور کشف و کرامات کا مظہر ہو۔ کسی کے متعلق ولایتِ حقیقت کا فتوی نہ عامی دے سکتا ہے نہ کوئی ولی دے سکتا ہے جب تک کہ خاتمہ کا علم نہ ہو جائے اور یہ مخصوص بعلمِ اللہ ہے یا وحی سے پیغمبر کو علم کرا دیا جاتا ہے۔

☆ یہ روایت (خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ) بہت قوی ہے بخاری شریف کی روایت ہے مگر معلوم ہے کہ حسبِ قواعدِ عربیہ ضمیر کو اَقرب مراجع کی طرف لوٹانا چاہیے اور وہ لفظِ آدم ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اُن کی صورت پر پیدا کیا۔ ایسا نہیں ہوا جیسا کہ عام آدمیوں میں ہو رہا ہے۔ سورۂ حج میں ہے یَاۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ (الاٰیۃ) اے لوگو! اگر تم کو دھوکا ہے جی اُٹھنے میں تو ہم نے بنایا تم کو مٹی سے پھر قطرے سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی۔

الحاصل تمام انسانوں کی خلقت تدریجی ہے مگر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت دفعی ہے۔ اس بناء پر روایت موجود میں بعد میں فرمایا ہے طُوْلُہٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا (الحدیث : دیکھو بخاری شریف نصف ثانی) اب اِس تقریر پر کوئی اعتراض وَارد نہیں ہو سکتا۔

☆ صورتہٗ کی ضمیر حضرت آدم علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہو اور مراد اُن کی صورتِ رُوحانیہ ہو، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو جسمانی اور مادی حیثیت ایسی ہی دی گئی جیسی اُن کو رُوحانی صورت عطا کی گئی تھی۔ تفصیل اِس کی یہ ہے کہ انسانی اَرواح بھی واقع میں مرکب ہیں۔ بسیط وہ تسمہ یعنی رُوحِ حیوانی، نفس ناطقہ رُوح ملکوتی سے مرکب ہے اور اِس میں مادہ شیطانی اور مادہ ملکی وغیرہ بھی رکھا گیا ہے۔ اِس میں عالم علوی کی تمام موجودات کا عنصر اِسی طرح رکھا ہوا ہے جس طرح اُس کے جسم میں عالم سفلی کے تمام مواد (خاک، نار،

ماء، ہوا،نفس جمادی، نفس نباتی، نفس حیوانی وغیرہ) موجود ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں وہ سب چیزیں اور قوتیں پیدا کی گئیں جو کہ اُن کی رُوح میں کامن اور مستتر تھیں، اُس کی روح میں قوت باصرتھی اُس کو آنکھ دی گئی۔ اُس میں قوتِ بطش تھی اُس کو ہاتھ دیے گئے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ اُس کی روح میں قوتِ حاسیہ تھی اِس لیے اُس کے جسم میں قوتِ حاسہ رکھی گئی۔ اُس کی روح میں قوتِ واہمہ تھی اُس کے دماغ میں یہ قوت رکھی گئی۔ اُس کی رُوح میں قوتِ بہیمیہ تھی اُس کے جگر میں یہ قوت رکھی گئی، علیٰ ہذا القیاس۔ اُس کو قلب دیا گیا تاکہ قوتِ سمعیہ کا مرکز ہو۔ اُس کو دماغ دیا گیا تاکہ قوتِ عقلیہ کا تختِ سلطنت بنے، وھکذا۔ غرض کہ مبداءِ فیاض سے انسان پر فیض کامل کیا گیا اور اُس کی ظاہری اور باطنی دونوں طرح تکمیل فرمائی گئی۔ یہاں مخلوق ہے جس میں باطنی تکمیل ہے مگر ظاہری نہیں ہے جیسے فرشتے وغیرہ۔ یا ظاہری تکمیل ہے باطنی نہیں جیسے حیوانات اور پہاڑ، نباتات وغیرہ بخلاف انسان کے کہ وہ خلاصہ موجودات اور عالمِ اصغر بنایا گیا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم ہم نے بنایا انسان کو خوب سے خوب انداز پر۔

☆ اگر صورتہٗ کی ضمیر لفظ جلالہٗ کی طرف راجع کی جائے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ صورت اِس جگہ بمعنٰی صفت ہے جیسے کہ مسائل عقلیہ غیر مادیہ کے لیے کہا جاتا ہے صورۃ المسئلۃ کذا و کذا صفتھا کذا و کذا یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی تمام صفاتِ کمالیہ میں سے حصہ دیا۔ ان کے ظلال وعکوس بتمامہا اِس میں دکھلائے اور (دُوسری) مخلوقات سب کو جامع نہیں ہیں جس طرح آئینہ مظہر نور شمس ہے اِسی طرح آدم علیہ السلام مظہر جملہ صفاتِ کمالیہ جنات باری عزاسمہٗ بنائے گئے۔

☆ اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ (۱) کسی حدیث کا جملہ نہیں ہے۔ بعض اکابرِ طریقت کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ کسی منصوص اور مجمع علیہ اَمر کے خلاف کسی شخص کا قول بھی معتبر نہیں ہوسکتا۔ (۲) ہم کو یہ نہیں معلوم کہ اُس بزرگ نے یہ قول حالتِ سکر میں فرمایا ہے یا حالتِ صحو میں۔ ظاہر ہے کہ سکر کا قول قابل اعتماد نہیں ہوسکتا۔ (۳) اِس جملہ میں یہ نہیں کہا گیا کہ اَلْوَلِیُّ اَفْضَلُ مِنَ النَّبِیِّ جو کہ مجمع علیہ اور نصِ قطعی کے خلاف ہے بلکہ اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ کہا گیا ہے۔ (۴) وِلَایَۃُ النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنْ نُّبُوَّتِہٖ اس سے مراد لیا جاتا ہے غالبًا یہی معنی مراد ہیں کیونکہ ہر نبی کو مراتبِ ولایت طے کرلینے ضروری ہیں اگرچہ وہ نہایت قلیل زمانہ بلکہ آنِ واحد میں ہوجائے فَکُلُّ نَبِیٍّ وَلِیٌّ وَلَا عَکْسَ چونکہ ولایت سیر الی اللہ فقط یا سیر

فی اللہ کے ساتھ یا سیر فی اللہ فقط سے عبارت ہے اور نبوت سیر من اللہ الی العباد کا نام ہے اس لیے ذاتی حیثیت سے ولایت اعلیٰ اور اکمل ہوئی کہ اِس میں توجہ الی المحبوب الحقیقی اور حضور حاصل ہے۔

☆ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ یا اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا نہ تو صحیحین میں ہے اور نہ روایت ذکر کرنے والے اِس کی تصحیح فرماتے ہیں۔

☆ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ اَصل الف اور لام میں عہد خارجی ہے جس کے معنی علی طریق الاصولیین والبیانیین فرد معین کا اِرادہ کرنا ہے خواہ اُس کا تعین عبارۃً ہو یا......... یا عملاً یا حسًا لہٰذا کیوں نہیں ممکن ہے کہ کسی خاص علم کا اِرادہ فرمایا گیا ہو اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے علوم متنوعہ تمام صحابہ کرامؓ سے پھیلے۔ صرف تصوف کا نشو ونما حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ہوا۔ دُنیا میں جس قدر بھی سلاسل طریقت ہیں سب کا مرجع حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا اسمِ گرامی ہے۔ نقشبندیہ کا ایک سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے مگر اُس میں انقطاع بہت زیادہ ہے۔

☆ ''فُصُوْصُ الْحِکَمْ'' اعلیٰ پیمانہ کی کتب میں سے ہے اور اِس کا حقیقی طور پر سمجھنا صرف اُن نفوس کے لیے ہوسکتا ہے جو کہ عوالمِ علویہ کے مشاہدات سے فیض یاب ہو چکے ہیں۔ ماوشما کے لیے کیسے دُرست ہوسکتا ہے، اِس میں غلط فہمی اور غلط کاری کا بہت زیادہ خطرہ ہے اس لیے خود شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے مماثل کا مقولہ مشہور ہے۔ وہ فرماتے ہیں یَحْرُمُ عَلٰی مَنْ لَّیْسَ مِنْ اَھْلِنَا مُطَالَعَةَ کُتُبِنَا بہت سے شراح فصوص بھی اِس کو سمجھے یا نہیں، اِس میں کلام ہے۔

☆ اسرارِ تکوینیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا پیش نہیں آیا حالانکہ ان کا تعلق اسی عالم شہادت کے ساتھ تھا، پھر تکوینیات علویہ اَسرار غیب میں ہم جیسوں کا کیا حال ہوگا، اس لیے اِس کو ترک کر دینا ہی ضروری ہے۔

☆ ''صراطِ مستقیم'' ملفوظات حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ''امدادُ السلوک'' اور ''مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ'' مطالعہ فرمائیے۔ اربابِ سکر جو کہ مغلوب بالسکر ہیں اُن کی تصانیف سے اُس وقت تک احتراز ضروری ہے جب تک کہ ہم کو اور آپ کو اُن کا مقام نہ حاصل ہو جائے۔

☆ صلوٰۃِ تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ حضرت عائشہؓ سے صحاح میں

روایت موجود ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے شب میں بھی اور وسط شب میں بھی اور آخر شب میں بھی تہجد پڑھی ہے، مگر آخری ایام میں زیادہ تر اَخیر شب میں پڑھنا ہوا ہے۔ جس قدر بھی رات کا حصہ متأخر ہوتا جاتا ہے برکات اور رحمتیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں اور سُدس آخر میں سب حصوں سے زیادہ برکات ہوتی ہیں۔ تہجد ترکِ ہجود یعنی ترکِ نوم سے عبارت ہے اِس لیے اَوقاتِ نوم بعد عشاء سب کے سب وقتِ تہجد ہی ہیں۔

☆ ملائکہ جن کو بالذات طہارت اور روشنی سے محبت ہے اور نجاست وظلمات سے نفرت ہے وہ اِس (طہارت) کی وجہ سے نمازی کے ساتھ تعلقات پیدا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔

☆ اَلفاظِ قرآنیہ اور اَسمائے باری عزوجل اور اَدعیہَ ماثورہ اور دُرود شریف کی تاثیریں سمجھنے پر موقوف نہیں ہیں۔ گل بنفشہ جان کر پیجیئے یا بغیر جانے ہوئے اسہال بلغمی کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ الفاظِ قرآنیہ اور اَسمائے باری عزوجل حامل تاثیرات ہیں جو کہ بے سمجھے ہوئے بھی حاصل ہوتی ہیں اگرچہ بہ نسبت سمجھنے کے کمزور ہوں۔

☆ اَرکانِ اسلام اور اُس کے سنن وآداب کو دیکھیے۔ ضَعِیْفُ الْبُنْیَانْ، مخلوق مِنَ الْمَآءِ الْمَھِیْنِ بشر کے لیے وہ اعلیٰ مکان اور اَرفع مرتبہ دکھائی دیتا ہے کہ جس کو اگر کروبی بنظر غبطہ دیکھیں یا مولی العالمین محفل ملائکہ میں مباہات فرمائے اور اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ اس کے لیے دعواتِ صالحہ سے رطب اللسان ہوں تو کچھ تعجب نہیں ہے۔ افسوس ہے ہم اپنی نمازوں سے سخت غافل ہیں۔

☆ مؤمن محمدی نماز میں اُن اُناسِ مادیہ سے اُٹھایا جاتا ہے۔ تدلی اور قرب کی نعمت عطا کی جاتی ہے فَاِنَّ اللّٰہَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ شاہدِ عدل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر نمازی کے سامنے جبکہ وہ نماز کی نیت کرتا ہے تجلیٔ خداوندی اور حقیقت از حقائقِ الٰہیہ ظہور پذیر ہوتی ہے، خواہ وہ اُس کا احساس کرے یا نہ۔ اور اِسی تجلی کو راز فَاِنَّ اللّٰہَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ قرار دیتے ہیں اور اِس تجلی کی نسبت ذاتِ مجمع الکمالات سے نسبت ساق الی الذوات قرار دیتے ہوئے یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ (الآیۃ) کی توجیہ فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی سورۂ قیامہ میں اِسی طرف اِشارہ فرماتے ہیں۔ نمازوں میں رہنے کی وجہ سے اِس تجلیٔ خداوندی سے مؤمن محمدی کو طبعی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ میدانِ قیامت میں ذریعہ معرفتِ خداوندی ہو جائے گی اور مؤمن سجدہ میں گر جائے گا۔

☆ ختم تراویح پر کچھ تقسیم کرنا سلف سے منقول نہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے تو صرف تین راتوں میں پڑھا تھا اور پھر فرضیت کے خوف سے ترک کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِس کی جماعت باقاعدہ منظّم فرمائی، مگر ختم میں کچھ تقسیم کرنا روایت میں نظر سے نہیں گزرا۔ حضرت عمرؓ نے جب سورۂ بقرہ یاد کر لی تو خوشی میں احباب کی کھانے کی دعوت کی۔ اِس روایت اور اِس قسم کی دُوسری روایات سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اگر ختمِ قرآن جیسی نعمت حاصل ہونے پر احباب وغیرہ کو کچھ پیش کیا جائے تو خلافِ شرع نہ ہوگا۔

☆ سفرِ حج میں جناب رسول اللہ ﷺ کا اَزواجِ مطہرات کی طرف سے گائے ذبح فرمانا اور پھر گوشت کو اُن میں تقسیم کرنا صحاح میں موجود ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے باری والی زوجہ کے یہاں جب کھانا کھایا ہوگا تو یہ گوشت بھی کھایا ہوگا۔

☆ صحاح میں پائجامہ خریدنا منقول ہے۔ نیز مُحرِم کے لباس میں پائجامہ کی ممانعت کا بھی تذکرہ ہے۔ غیر صحاح میں پائجامہ کی تعریف بھی مذکور ہے اور ترغیب بھی اور خود جناب رسول اللہ ﷺ کا پہننا بھی۔

☆ چونکہ عرب کے اصلی لباس میں اِزار (تہبند) ہی تھا اور یہ پائجامہ فارس وغیرہ سے عرب میں داخل ہوا ہے۔ وہاں کے لوگ اِس کو شلوار کہتے تھے اِس لیے عرب نے اِس کی تعریف سروال کے لفظ سے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس لفظ کا مفرد نہیں ملتا، اب اِس کے بعد اِس کی ساخت کیسی تھی اِس کا پتہ چلانا مشکل ہے۔

☆ قرآن شریف میں ہے مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ (الآية) اِس لیے تعمیر مساجد میں بلاواسطہ اِن کا مال نہ خرچ ہونا چاہیے۔ ہاں وہ اگر ایسا کریں کہ کسی مسلمان کو مال کا مالک بنا دیں اور وہ خوشی سے اِس مال کو مسجد میں لگا دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

☆ مدرسہ دینیہ میں غیر مسلم کا چندہ لیا جا سکتا ہے اور طلبہ یا دیگر مذہبی یا تعلیمی اُمور میں صرف کیا جا سکتا ہے۔

☆ مجامع عامہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے وہ فضائل اور محاسنِ اَخلاق و اعمال اور تعلیمات بیان ہونے چاہئیں جن کا عوام اِدراک کر سکیں اور اُن میں جذبۂ عمل واتباع پیدا ہو اور اپنی اِصلاح کے درپے ہوں۔ (جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۲۸ قسط : ۱

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

منہاج السنۃ اِزالۃ الخفاء اور عباسی صاحب کی خیانتیں

عباسی صاحب نے اپنی تحریرات میں ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ازالۃ الخفاء کے حوالے دیے ہیں اور غلط فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے جبکہ اِن تصانیف کی وجہ کیا تھی وہ بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہے۔

ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ، شیخ رافضہ ابومنصور حسن بن یوسف ابن مطہر حلی شیعی (۶۴۸ھ۔ ۷۲۶ھ) کی کتاب "منهاج الاستقامة فی اثبات الامامة" کے جواب اور اُس کے رَد میں لکھی ہے۔ ابن مطہر محقق طوسی [۱] کا شاگرد تھا۔ اپنے دَور میں شیعوں میں وہ علامہ کے لقب سے معروف تھا۔ اُس کا وطن "حله سیفیه" تھا۔ یہ نجف اور خار کے درمیان فرات کے کنارے ایک بستی تھی۔ اِس شخص کی تصنیفات نوے سے زیادہ تھیں جو ایک سو بیس جلدوں میں تھیں۔ رجالِ شیعہ کی کتابوں میں ذکر ہے کہ پانچ سو جلدیں صرف اِس شخص کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی بتلائی گئی ہیں، باقی جو اِس نے بولی اور دُوسروں نے لکھی ہیں وہ اِن کے علاوہ ہیں۔ اُس نے یہ کتاب شاہ جایتو خدابندہ کے لیے لکھی تھی۔ اَلْجَایِتُوْ یا اَوْلْجَائِتُوْ خدابندہ غیاث الدین محمد بن اَرغون بن ابغان بن ہلاکو بن طلو بن چنگیز خان تھا۔

خدابندہ کا بھائی سنی تھا، اُس کا نام غازان یا قازان تھا، اُس سے ابن تیمیہ کی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔

---

[۱] طوس، نیشاپور کے قریب ہے۔ محقق طوسی ۵۹۷ھ میں پیدا ہوا۔ ۶۷۲ھ بغداد میں اِس کا انتقال ہوا، وہیں مدفون ہوا۔ (ولیطالع لسان المیزان ج ۲ ص ۳۱۷)

اُس کی حکومت ۶۹۴ھ سے قائم ہوئی اور شوال ۷۰۳ھ میں اُس کی وفات کے بعد خدا بندہ حاکم اعلیٰ ہوگیا۔ وہ کچھ عرصہ سنی رہا پھر ابن مطہر سے متاثر ہوکر شیعہ ہوگیا، وہ ابن مطہر کو سفر میں بھی ساتھ رکھتا تھا۔

خدا بندہ نے حکم نامہ جاری کیا کہ خطبات میں ائمۂ اثناعشرہ [1] کے نام لیے جائیں۔ شاہراہوں کے نام اِن ہی کے ناموں پر رکھے جائیں۔ مساجد کی چہاردیواری پر اور جہاں جہاں لوگ زیادہ ہوتے ہوں وہاں ائمۂ اثناعشرہ کے نام لکھے جائیں۔

ابنِ تیمیہ ؒ کو اِس کا جتنا بھی دُکھ ہو کم تھا۔ اُنہوں نے اِس کی کتاب کا نام لیے بغیر اِس کا اور اُس دَور کے شیعوں کے مضامین کا جگہ جگہ قَالَ الرَّافِضِیُّ (رافضی نے یہ کہا) لکھ کر اُس کا رَد کیا ہے۔ ایسے موقع پر ظاہر ہے کہ انہیں مناقب خلفاء ثلٰثہ ہی کثرت سے ذکر کرنے چاہیے تھے۔ وہ انہوں نے کیے ہیں اور رافضی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی جو جھوٹی تعریف کی تھی اُسے غلط ثابت کیا ہے۔ موقع محل کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب سے سکوت کیا جائے۔ لیکن اُنہوں نے مسلک اہلِ سنت کے مطابق چلتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا ہے اور اِنہیں جابجا خلیفۂ رابع ہی لکھا ہے۔

بالکل ایسے ہی حالات زوالِ سلطنتِ مغلیہ کے وقت ہندوستان میں ہوگئے تھے۔ وزراء کا حکم چلتا تھا اور بادشاہ محض نام کا ہوتا تھا۔ اُس دَور میں حضرت شاہ صاحب ؒ نے ''قرۃ العینین'' لکھی پھر ازالۃ الخفاء لکھی۔ وجہ تالیف کا ذکر کرتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں :

> باید دانست کہ مذہبِ حق اشاعرہ شکر اللہ مساعیہم بمتابعت صحابہ و تابعین بآن رفتہ اند تفضیل ابوبکر صدیق و عمر فاروق ست بر غیر ایشاں از صحابہ چہ علی مرتضی و چہ حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ واز عجائب اُمور آں ست کہ ایں مسئلہ درزمانِ سلف از اجلی بدیہیات بود کہ ہیچ عاقل دراں شک نمی کرد الاقوے از مبتدعاں کہ تتبع آثار صحابہ و تابعین شیمہ ایشاں نباشد۔ الآن از اخفی نظریات گشت کہ جز بہ تتبع بلیغ واستحضار جملہ کثیرہ از سنن و جز بفکرِ دُرست و اعمال آراء قویہ بفہم آں نتواں رسید و سببش درآمدن بسیاری از علوم مستحدثہ است در شریعت وشدت رواج آنہا۔ (تمہید نسخہ قلمی قرۃ العینین ص ۲ حاشیہ ۲)

---

[1] بارہ امام

جاننا چاہیے کہ مذہبِ حق جو اشاعرہ کا ہے (اللہ تعالیٰ اِن کی کوششوں پر اِنہیں جزائے خیر دے) وہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کی پیروی میں یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سب صحابہ سے افضل ہیں۔ چاہے وہ علی مرتضیٰ ہوں چاہے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم۔ اور عجائبات میں یہ بات ہے کہ یہ مسئلہ اَسلاف کے زمانہ میں ایک واضح (بدیہی) ترین مسئلہ تھا۔ کوئی بھی ذی عقل شخص اِس میں شک نہیں کر سکتا تھا سوائے اُن لوگوں کے جو ایسی بدعت میں مبتلا تھے کہ صحابہ و تابعین کی روایات کی پیروی اُن کا شیوہ ہی نہیں (یعنی شیعہ)۔ یہ واضح ترین مسئلہ اُس وقت ایسا نظری غور طلب اور اخفی (بالکل چھپا ہوا) بن گیا ہے کہ نہایت درجہ تلاش سے روایات کا بڑا ذخیرہ سامنے لائے بغیر اور صحیح اندازِ فکر اور قوی رائے سے کام لیے بغیر اِسے سمجھنا ممکن نہیں رہا جس کی وجہ یہ ہے کہ نئی نئی معلومات دین کی شکل میں ہم میں داخل ہوئیں اور رواج پکڑ گئیں (تو ذہن اِس کے سوا کسی دُوسری چیز کو قبول نہیں کرتا)۔

گویا جن حالات میں ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ لکھی۔ اِسی طرح کے حالات شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے زمانہ میں بھی تھے۔ اِس لیے دونوں ہی نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اَحوال پیش کرنے اور اُن کی افضلیت ثابت کرنے میں اپنی پوری قوت صرف کی ہے اور اُن سے حضرت علیؓ کے درجہ کی کمی ثابت کی ہے لیکن اہلِ سنت کے طریقہ پر اِس حال میں بھی چلتے رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب ضرور ذکر کیے ہیں۔ اِنہیں امیر المؤمنین اور خلیفۂ رابع ہی لکھا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے بعض مضامین منہاج السنہ کے مضامین سے ملتے ہیں۔ جو موقف ابن تیمیہؒ نے اختیار کیا ہے متعدد جگہ شاہ صاحب نے بھی وہ لے لیا ہے اگرچہ شاہ صاحبؒ کی کتاب ازالۃ الخفاء مستقل کتاب ہے جو اُن کی ذاتی تحقیقات سے لبریز ہے رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجَزَاهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَآءِ.

غرض اِن حضرات کی یہ کتابیں شیعوں کے مقابلہ میں لکھی گئی ہیں۔ شیعہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے بھی برتر ثابت کرتے ہیں اور یہ حضرات مسلک اہلِ سنت پیش کرتے ہیں تو علی الترتیب خلفاء کرام کا ذکر کرتے ہیں اور بہ نسبت حضرت علیؓ کے اِن حضرات کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور افضلیت جب ذکر کی جاتی

ہے تو حضرت علیؓ کی مفضولیت بھی لکھتے ہیں۔لیکن یہ تحریرات خلفاء ثلاثہ کے تقابل کے ذیل میں آئی ہیں نہ کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے تقابل میں۔ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ سے بالا جماع مقدم اور افضل واعلیٰ ہیں۔ وہ بالغ ہی اسلام کی حالت میں ہوئے ہیں۔ مکلّف ہونے کے بعد اُن کا کوئی وقت کفر میں نہیں گزرا، ہمیشہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔عشرہ مبشرہ میں ہیں، اہل بدر ہیں، بیعتِ رضوان سے مشرف ہوئے، جناب رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔غرض بہت بڑی خصوصیات کے حامل ہیں، اِن کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ بہت چھوٹے ہیں، وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔اورقرآنِ پاک میں ارشاد ہے :

لَایَسْتَوِیْ مِنکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا. (سورة الحدید پ ۲۷ رکوع ۱)

''تم میں وہ لوگ برابر نہیں ہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ لوگ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنہوں نے اِس کے بعد سے خرچ کیا اور جہاد کیا۔''

عباسی صاحب نے مغالطہ دینے کے لیے ابن تیمیہؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ایسی عبارتیں جواُنہوں نے خلیفۂ رابع اور اُن سے پہلے خلفاء ثلثہ کے تقابل میں لکھی تھیں، جن میں مناظرانہ انداز بھی ہے وہ عباسی نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے تقابل میں استعمال کی ہیں۔ یہ اُن کی مغالطہ امیزی ہے۔

چنانچہ اُنہوں نے خلافتِ معاویہ ویزید میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی دوعبارتیں نقل کی ہیں۔

(۱) خلافت برائے حضرت مرتضٰی قائم نہ شد زیرا کہ اہل حل وعقد عن اجتہاد ونصیحۃ للمسلمین بیعت نہ کردہ۔(ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۹۔خلافتِ معاویہ ویزید ص ۵۳)

''خلافت حضرت مرتضٰی کے لیے قائم نہ ہوئی کیونکہ اہل حل وعقد نے اپنے اجتہاد سے اور مسلمانوں کی نصیحت کی غرض سے بیعت اِن سے نہیں کی۔''

پھر خلافتِ معاویہ ویزید ص ۵۴ پر عباسی صاحب نے دُوسری عبارت میں اِن حضرات کا دُوسرا شبہ نقل کیا ہے جو ازالۃ الخفاء میں اِسی صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔

(۲) دوم آنکہ قصاص حق ست وحضرتِ مرتضٰی قادرست براخذ قصاص ذی النورین و اخذ آں نمی کند بلکہ مانع آن ست۔ وحضرتِ مرتضٰی نیز بخطائے اجتہادی حکم فرمود۔
(ازالۃ الخفاء ج۲ ص۲۷۹)

''دوسرا شبہ یہ تھا کہ قصاص لینا حق ہے اور حضرتِ مرتضٰیؓ حضرتِ ذی النورینؓ کا قصاص لینے پر قدرت رکھتے ہیں اور قصاص نہیں لے رہے بلکہ اِس کے مانع ہو رہے ہیں۔
(حضرت طلحہؓ وغیرہم کا دُوسرا شبہ یہ تھا لیکن اِس میں وہ برخطاء تھے) اور حضرتِ مرتضٰیؓ نے بھی یہی فتوی دیا ہے کہ یہ حضرات (حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم) خطاء اجتہادی کر رہے ہیں۔''

اِس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے اَخْرَجَ اَبُوْبَکْرٍ الخ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتوی نقل کیا ہے کہ آپ سے اہلِ جمل کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شرک سے وہ بھاگے ہیں۔ پوچھا گیا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا کہ منافقین تو خدا کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ پوچھا گیا پھر یہ لوگ کیا ہیں؟ فرمایا : اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا ہمارے بھائی ہیں، اُنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ اُنہوں نے اپنے فتوے اور فیصلے میں مدِّ مقابل لوگوں کو باغی قرار دیا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ ہم اُن لوگوں کی طرح ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے :

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ . (سورة الحجر آیت ۴۷ . اِزالة الخفاء ج۲ ص ۲۷۹.۲۸۰)

''اور نکال ڈالی ہم نے جو اُن کے جیوں میں تھی خفگی، بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے''

عباسی صاحب نے یہاں خیانت کی ہے کہ بات حکم فرمود پر ختم کر دی اور سطر کا بھی حوالہ دے دیا تاکہ ازالۃ الخفاء کی طرف جو بھی رجوع کرے اُس کا ذہن اِس سطر پر رُک جائے۔ آپ ازالۃ الخفاء اُٹھائیں، اِسی میں یہ حصہ نکالیں اور دیکھیں کہ آگے عبارت مسلسل جاری ہے۔ آپ کو صاف نظر آئے گا کہ عباسی صاحب

نے ترجمہ میں خیانت کی ہے۔

اُنہوں نے ''وحضرت مرتضٰی نیز بخطائے اجتہادی حکم فرمود'' کا ترجمہ ''حضرت مرتضٰیؓ نے بھی خطائے اجتہادی سے کام لیا'' کیا ہے، جو بالکل غلط ہے۔ صحیح ترجمہ میں اُوپر لکھ چکا ہوں۔ اگر خیانت نہیں ہے تو عباسی صاحب کو شاید عربی پر عبور نہ ہوگا اِس لیے آگے حضرت علیؓ کے فتوے کی عبارت نہیں لکھی اور یہ سمجھے کہ بات یہیں مکمل ہوگئی ہے ضَلُّوْا وَ اَضَلُّوْا خود بھی کم علمی کی وجہ سے گمراہ ہوئے دُوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت زبیرؓ کی حضرت علیؓ سے جمل کے میدان میں گفتگو اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کے بعد واپس ہونا اور حضرت طلحہؓ کا رُجوع کہ عین وفات کے وقت اُنہوں نے حضرت علیؓ سے بیعت اُس شخص کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کلماتِ بیعت کہہ کر (بالواسطہ) حضرت علیؓ سے بیعت کی تجدید فرمائی، پھر آپ کی وفات ہوگئی۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۹۔۲۸۰)

یہ سب کچھ لکھا ہے مگر عباسی صاحب نے فقط وہ شبہات ہی نقل کیے جو شاہ صاحبؒ نے اِن حضرات کی خطاء اجتہادی کے ذیل میں ذکر کیے ہیں اور اِن ہی خطاء اجتہادی والے شبہات کو دلیل بنا کر پیش کر دیا ہے جبکہ اِن شبہات والے صحابۂ کرام نے اِن سے رُجوع بھی کر لیا تھا۔ یہ اِن کی تحریری ہیرا پھیری کی مثال ہے۔ ایسی ہی چیزیں عباسی صاحب کے اَفکار کی بنیاد ہیں۔

عباسی صاحب کے اِسی مضمون میں ص ۵۵ پر ایک اور حوالہ کا بھی یہی حال ہے۔

سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا کی آیت قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ کی تفسیر میں شاہ صاحبؒ نے حضرت صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو اِس آیت کا مصداق قرار دیا ہے کہ اِنہوں نے اَعراب (عرب بدوؤں) کو ساتھ لے کر جہاد فرمایا ہے۔ تُقَاتِلُوْنَھُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ بات حضرت ابوبکرؓ میں پائی جا رہی ہے۔ اِس کے مصداق نہ جنابِ رسول اللہ ﷺ ہیں، نہ حضرت علیؓ، نہ بنواُمیہ، نہ بنوعباس۔ اِسی طرح مرتدین سے قتال کی آیت کے مصداق صدیق اکبرؓ ہیں، حضرت علیؓ نہیں ہیں کیونکہ اِن کا قتال یا باغیوں کے ساتھ ہوا ہے یا خوارج کے ساتھ ہوا ہے نہ کہ مرتدین کے ساتھ۔ (ازالۃ الخفاء ملخصًا ج ۱ ص ۲۷۷ و ۲۷۸)

عباسی صاحب نے خلافتِ معاویہ و یزید ص ۵۵ پر اپنے مضمون میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے

حضرت شاہ صاحبؒ کے اِس مضمون میں سے صرف اِتنا حصہ نقل کیا ہے :

''مقاتلات وے برائے طلبِ خلافت بود نہ بجہتِ اسلام''

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائیاں طلب ِنفاذ خلافت کے لیے تھیں نہ کہ (کافروں سے) اسلام چاہنے کے لحاظ سے۔''

مذکورہ بالا سیاق وسباق میں سے صرف اِتنے جُملے نقل کر کے اُنہوں نے اِسے حضرت معاویہؓ سے تقابل کا ذہن پیدا کرنے کے لیے لکھا ہے جو مسلک اہلِ سنت کے بالکل خلاف ہے اور جہاں یہ جملہ حضرت شاہ صاحبؒ نے استعمال فرمایا ہے اور جن حالات اور مناظرانہ اَنداز میں یہ جملہ تحریر فرمایا ہے اِس سے مسلک اہلِ سنت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ اُنہوں نے اپنی اِسی کتاب میں اُن کے خوارج سے لڑائیوں کو اُن کی حقانیت کی دلیل بنایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کے دَورِ خلافت میں اور اُن کے ہاتھ سے فرقۂ خوارج کے خاتمہ کی اطلاع دی تھی۔ جب اُن کا سب سے بڑا سردار ''ذوالثدیہ'' نہروان میں مارا گیا۔

فَخَرَّرْنَا سُجُوْدًا وَخَرَّ عَلِیٌّ مَعَنَا سَاجِدًا (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۷)

''ہم فوراً سجدہ ریز ہوگئے اور ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی سجدہ کیا۔''

ایسے سرکشوں کا مارا جانا حضرت علیؓ کے ہاتھوں مقدر تھا۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی تو اُس وقت :

قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَنَا ھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا قَالَ عُمَرُ اَنَا ھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا وَلٰکِنْ ذٰلِکَ الَّذِیْ یَخْصِفُ النَّعْلَ وَقَدْ کَانَ اَعْطٰی عَلِیًّا نَعْلَہٗ یَخْصِفُھَا.

(ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۵۶)

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا میں وہ شخص ہوں اے اللہ کے سچے رسول؟ اِرشاد فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کیا وہ شخص میں ہوں اے اللہ کے رسول؟ فرمایا نہیں۔ وہ شخص وہ ہے جو میرا نعل مبارک سی رہا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا نعل مبارک سینے کے لیے دیا تھا۔''

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اِسے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے منتظر الخلافت کا

معاملہ قرار دیا ہے اور اِس حدیث کو دلیل میں پیش فرمایا ہے بحوالہ صفحۂ مذکورہ۔ عباسی صاحب اِس عبارت میں سے محض یہ جملہ ''مقاتلات وے برائے طلبِ خلافت بود نہ بجہتِ اسلام'' نقل کر کے یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ خود بھی گویا اِس بات کے قائل تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح نہ تھی۔ حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء کے اِسی صفحہ پر پہلے یہ تحریر فرمایا ہے :

اما آنکہ خلافت حضرت مرتضٰی منعقد شد پس ازیں جہت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہی کردند از مفارقت حضرت مرتضٰی رضی اللہ عنہ۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۹)

''رہا یہ کہ حضرت مرتضٰی کی خلافت منعقد ہوگئی تھی تو وہ اِس صورت سے تھی کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضٰی سے الگ رہنے کو منع فرمادیا تھا۔''

پھر اِس کی تائید میں اُنہوں نے روایات نقل کی ہیں، کیونکہ شاہ صاحبؒ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نص حدیث سے ثابت ہے۔

پھر تین سطروں کے بعد وہ لکھتے ہیں :

اما آنکہ حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم مجتہد مخطی ومعذور بودند ازاں قبیل کہ مَنِ اجْتَهَدَ وَ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ . پس از آنجہت کہ متمسک بودند بشبہ ہرچند دلیل دیگر ارجح از وے بود۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۹)

''رہا یہ کہ حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم سے خطاء اجتہادی ہوئی تھی، وہ معذور تھے تو یہ خطاء اِس قسم میں داخل ہے کہ جو کوئی مجتہد اجتہاد کرے اور اُس سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو اُسے اکہرا اَجر ملے گا۔ یہ اِس لیے ہے کہ اِنہیں کچھ شبہ پیش آگیا تھا چاہے دُوسری جانب کی دلیل اِس شبہ سے کتنی ہی راجح (قوی) تھی۔''

پھر حضرت شاہ صاحبؒ نے اِن حضرات کا وہ شبہ تحریر فرمایا ہے جو عباسی صاحب نے نقل کیا ہے۔

''خلافت برائے حضرت مرتضٰی قائم نہ شد زیرا کہ ...... ''

حضرت شاہ صاحب اِسے راجح نہیں بلکہ مرجوح قرار دے رہے ہیں اور عباسی صاحب اِس کے برعکس اِس سے غلط فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ امام وخلیفہ کے مقابلہ میں مجتہد مخطی کو شاہ صاحبؒ نے ''باغی'' لکھا ہے۔ اُنہوں نے بغاوت کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک تو بالکل باطل ہے، دُوسری یہ ہے :

اگر آں تاویل مجتہد فیہ است نہ قطعی البطلان آں قوم بغاۃ باشند و در زمانِ اول حکم ایں قوم حکم مجتہد مخطی بود اِنْ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ . (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۷)

''اگر خروج کرنے والے حضرات کی تاویل میں اجتہاد کی گنجائش ہو کہ وہ قطعی باطل نہ ہو تو یہ لوگ باغی ہوں گے اور ابتداء اسلام میں اِن حضرات کا حکم مجتہد مخطی کا تھا اِنْ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ اگر غلطی ہوئی ہے تو (بھی) اکہرا اجر ہے۔''

عباسی صاحب اپنے اِس مضمون میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ جملہ کہ ''اِن کی لڑائیاں طلبِ خلافت کے لیے تھیں'' لکھ کر قارئین کے ذہن کو اِس طرف موڑ کر لے جانا چاہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خلیفہ نہ ہوئے تھے ہونا چاہتے تھے اور اِسی حال میں آپ کی شہادت ہوگئی حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے جابجا آپ کو خلیفہٗ رابع ہی لکھا ہے۔ اور آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت علیؓ کے مقابل حضرات کو مجتہد مخطی معذور اور باغی لکھا ہے۔ اگر اِن کی نظر میں حضرت علیؓ خلیفہ نہ تھے تو اُن کے مقابل (ایک خاص قسم کے معذور) باغی کیسے بنے؟

حضرت شاہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء میں خلیفہٗ سوم سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے اَحوالِ طیبہ تقریبًا اکتیس صفحات میں تحریر کیے ہیں اور خلیفہٗ رابع سیّدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کے اَحوالِ مبارکہ تقریبًا بتیس صفحات میں ہیں۔ عنوان میں بھی ایک ہی جیسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں :

(۱) اَمَّا مَاٰثِرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ . (ص ۲۲۰)

(۲) اَمَّا مَاٰثِرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْاَشْجَعِیْنَ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (ص ۲۵۱)

اور قرۃ العینین میں بحوالہ امام نووی ؒ تحریر فرماتے ہیں :

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَخِلَافَتُہٗ صَحِیْحَۃٌ بِالْاِجْمَاعِ وَکَانَ ھُوَ الْخَلِیْفَۃُ فِیْ وَقْتِہٖ وَلَا

خِلَافَةَ لِغَیْرِہٖ . (قرۃ العینین ص ۱۴۴)

حضرت علیؓ تو اِن کی خلافت بالا جماع صحیح ہے۔ اپنے وقت میں وہی خلیفہ تھے۔ اُن کے سواء کوئی خلیفہ نہ تھا۔

اِسی طرح کی عبارتیں ابنِ تیمیہ ؒ کی بھی ہیں لیکن اِن کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کو وہ خلیفۂ رابع نہیں جانتے اور باغیوں سے قتال میں خلیفہ کا قصور نہیں ہوتا۔ اِس کا بار عباسی صاحب کو چاہیے تھا کہ مخالفین حضرت علیؓ پر ڈالتے نہ کہ خلیفۂ وقت حضرت علیؓ پر۔ لیکن وہ خارجیت کی وجہ سے حضرت علیؓ ہی پر یہ بار ڈال رہے ہیں۔

عباسی صاحب نے ابنِ تیمیہؒ کی عبارت بھی اِسی طرح کی ایک مناظرانہ تحریر میں سے کاٹ کر لکھ دی ہے۔ مکمل عبارت یہ ہے جو تحریری مناظرانہ اَنداز میں ہے :

فَاِنْ قَالَ اَرَدْتُّ اِنَّ اَھْلَ السُّنَّةِ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ خِلَافَتَہٗ انْعَقَدَتْ بِمُبَایَعَةِ الْخَلْقِ لَہٗ لَا بِالنَّصِّ فَلَارَیْبَ اَنَّ اَھْلَ السُّنَّةِ وَاِنْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ النَّصَّ عَلٰی اَنَّ عَلِیًّا مِّنَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً فَھُمْ یَرْوُوْنَ النُّصُوْصَ الْکَثِیْرَةَ فِیْ صِحَّةِ خِلَافَةِ غَیْرِہٖ وَھٰذَا اَمْرٌ مَّعْلُوْمٌ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ یَرْوُوْنَ فِیْ صِحَّةِ خِلَافَةِ الثَّلَاثَةِ نُصُوْصًا کَثِیْرَةً بِخِلَافِ خِلَافَةِ عَلِیٍّ فَاِنَّ نُصُوْصَھَا قَلِیْلَةٌ فَاِنَّ الثَّلَاثَةَ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلَیْھِمْ فَحَصَلَ بِھِمْ مَقْصُوْدُ الْاِمَامَةِ وَقُوْتِلَ بِھِمُ الْکُفَّارُ وَفُتِحَتْ بِھِمُ الْاَمْصَارُ وَخِلَافَةُ عَلِیٍّ لَمْ یُقَاتَلْ فِیْھَا کَافِرٌ وَلَا فُتِحَ مِصْرٌ وَاِنَّمَا کَانَ السَّیْفُ بَیْنَ اَھْلِ الْقِبْلَةِ. (منھاج السنة ج۱ ص ۱۴۵)

''وہ اِس رافضی کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اہلِ سنت اگرچہ اِس بات کو مانتے ہیں کہ اِس بات پر نص (حدیث کی دلیل) موجود ہے کہ حضرت علیؓ خلفاء راشدین میں ہیں کیونکہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے خلافتِ نبوت تیس سال ہوگی۔ تو اہلِ سنت تو حضرت علیؓ کے سواء دیگر خلفاء (حضرت

ابوبکرو عمرو عثمان رضی اللہ عنہم) کی خلافت کے بارے میں بہت سی نُصوص پیش کرتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جوسب محدثین جانتے ہیں بخلاف حضرت علیؓ کی خلافت کے کہ اِن کی خلافت کی نُصوص تھوڑی ہیں۔ تینوں حضراتِ خلفاء پر اُمت کا اتفاق ہو گیا تھا تو مقصودِ امامت حاصل ہوا، کافروں سے جہاد کیا گیا، شہر فتح ہوئے اور حضرت علیؓ کے دَورِ خلافت میں کسی کافر سے جہاد ہوا نہ کوئی شہر فتح ہوا، تلوار اہل قبلہ میں چلتی رہی۔''

عباسی صاحب نے عبارت کا وہ حصہ حذف کر دیا جس میں خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نص سے ثبوت کا ذکر تھا۔ اِس کا آخری حصہ فَإِنَّ الثَّلَاثَةَ کا ٹکرا لے لیا۔

حالانکہ عباسی صاحب نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اُس میں موجود ہے کہ ضرورت پڑنے پر حضرت علیؓ نے کفار کے مقابلہ میں لشکر بھیجا ہے۔ اُس دَور میں وہ اِس سے بھی غافل یا قاصر نہیں رہے۔ (جاری ہے)

اصلاحِ خواتین

عورتوں کے رُوحانی اَمراض

﴿ ازاِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمة اللہ علیہ ﴾

ناشکری :

ناشکری کا مادہ عورتوں میں بہت زیادہ ہے۔ حدیث میں بھی عورتوں کی اِس صفت کا ذکر آیا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک بار عورتوں کو خطاب کرکے فرمایا کہ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ کہ لعنت اور پھٹکار بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر تم عورت کے ساتھ عمر بھر احسان وسلوک کرتے رہو پھر کبھی کوئی بات اُس کے مزاج کے خلاف ہوجائے تو صاف یوں کہیں گی مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔ ساری عمر کے احسان کو ایک منٹ میں بھلا دیتی ہیں۔ (حقوق البیت ص ۴۹)

ناشکری کا مرض :

عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اُن کو ضرورت کے موافق سامان عطا فرمادیں تو یہ اُس کو غنیمت نہیں سمجھتیں، نہ اِس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی ہیں بلکہ ناشکری کرتی ہیں ہائے ہمارے پاس ہے کیا، کچھ بھی نہیں۔ حدیث میں بھی اُن کی اِس صفت کا تذکرہ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری کا مادہ عورتوں میں ہمیشہ سے ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے :

لَوْاَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھُنَّ الدَّھْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ .

اگر تم کسی عورت کے ساتھ عمر بھر اچھا برتاؤ کرتے رہو پھر کبھی ایک دفعہ کوئی خلافِ مزاج بات دیکھ لے تو وہ یوں کہے گی کہ میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

بس ذرا سی بات میں ساری عمر کے احسانات کو فراموش کر جاتی ہیں۔ جہاں کسی دِن اُن کو شوہر کے گھر میں کھانے پہننے کی تنگی ہوئی اور اِنہوں نے اِس کو منہ پر لانا شروع کیا کہ اِس نگوڑے کے گھر میں آکر میں نے ہمیشہ تنگی ہی دیکھی۔ ماں باپ نے مجھے جان بوجھ کر کنویں میں دَھکا دے دیا، میں نے اِس منحوس کے گھر میں کیا آرام دیکھا۔ غرض جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتی ہیں اور اِس کا ذرا خیال نہیں کرتیں کہ آخر اِسی گھر میں ساری عمر میں نے عیش برتا ہے، مجھے اِس کو نہ بھولنا چاہیے اور خدا کا شکرادا کرنا چاہیے کہ اُس نے تکلیف آج ہی دکھلائی ہے اور زیادہ زمانہ عیش کا گزرا ہے۔ (الکمال فی الدین ص۷٦)

چیزوں کے خریدنے میں اِسراف اور شوہر کی ناشکری :

ایک مرض عورتوں میں اور بھی ہے جو ناشکری کا شعبہ ہے کہ کوئی چیز خواہ کار آمد ہو یا نکمی ہو پسند آنا چاہیے۔ بے سوچے سمجھے اُس کو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ خریدی ہوئی چیز کام آہی جاتی ہے۔

اور یہ عادت ناشکری کا شعبہ اِس لیے ہے کہ اِس میں شوہر کے مال کو برباد کرنا ہے۔ خود اپنے مال کو برباد کرنا بھی ناشکری ہے جیسا کہ اِرشاد ہے : اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا بے شک بے موقع مال اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

اور جب مال بھی شوہر کا ہو تو کفرانِ حق کے ساتھ کفرانِ شوہر بھی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے ساتھ شوہر کی بھی ناشکری ہے)۔ مؤمن کا قلب تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہیے گو اِسراف (فضول خرچی) بھی نہ ہو اور بے ضرورت کوئی چیز خریدنا تو صریح اِسراف میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے مَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ یعنی حضور علیہ السلام نے مال کے ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

آج کل گھروں میں اور خصوصًا بڑے گھروں میں بہت بڑا اسراف ہوتا ہے۔ برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت زیادہ لیکن مضبوط خاک بھی نہیں۔ ذرا ٹھیس لگ جائے چار ٹکڑے ہوجائیں اور پھر ضرورت سے بھی زائد۔ بعض گھروں میں اِس کثرت سے شیشے چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر بھی اُن کے استعمال کی نوبت نہیں آتی۔ اِسی طرح کپڑوں میں بھی بہت اِسراف ہوتا ہے۔ (اصلاح النساء ص۱۸۴) (جاری ہے)

قسط : ۱۶

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ رض

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۵۵) اِنَّ ھٰذِہِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا ھِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّھَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ . (رواہ مسلم)

''بیشک یہ صدقہ سوائے اِس کے نہیں کہ میل کچیل لوگوں کا ہے اور وہ حلال نہیں محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ کو۔'' (اِس کو مسلمؒ نے روایت کیا ہے، تفصیل اِس کی گزر چکی)

(۵۶) اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ الطَّبَرِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ وَرَفَعَہٗ بِلَفْظِ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَةُ فِیْ خَمْسَةٍ فِیَّ وَ فِیْ عَلِیٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَفَاطِمَةَ (والمراد منھا اٰیة التطھیر ومثل روایة ابن جریر رواہ الامام احمدؒ)

''ابن جریر طبریؒ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ آیتِ تطہیر میرے اور علیؓ کے اور حسنؓ و حسینؓ اور فاطمہؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔'' (اِس کا بیان گزر چکا، بعض حدیثیں بوجہ اختلافِ الفاظ و تاکیدِ مضمون چند بار درج کی گئیں)

(۵۷) فِیْ تَفْسِیْرِ الْجَلَالَیْنِ فِیْ اٰیَةِ الْمُبَاھَلَةِ وَقَدْ دَعَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفْدَ نَجْرَانَ لِذَالِكَ لَمَّا حَاجُّوْہُ فِیْہِ فَقَالُوْا حَتّٰی نَنْظُرَ فِیْ اَمْرِنَا ثُمَّ نَأْتِیْكَ فَقَالَ ذُوْ رَأْیِھِمْ لَقَدْ عَرَفْتُمْ نُبُوَّتَہٗ وَاَنَّہٗ مَا بَاھَلَ قَوْمٌ نَبِیًّا اِلَّا ھَلَكُوْا فَوَادِعُوا الرَّجُلَ وَ انْصَرِفُوْا فَاَتَوْہُ وَقَدْ خَرَجَ وَمَعَہُ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَفَاطِمَةُ وَعَلِیٌّ وَقَالَ لَھُمْ اِذَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا فَاَبَوْا اَنْ یُّلَاعِنُوْا وَصَالَحُوْہُ عَلَی الْجِزْیَةِ (رواہ ابو نعیم) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ خَرَجَ الَّذِیْنَ یُبَاھِلُوْنَ

لَرَجَعُوْا لَایَجِدُوْنَ مَالًا وَّلَا اَهْلًا وَرُوِیَ لَوْ خَرَجُوْا لَاحْتَرَقُوْا كَذَا قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ الزَّمَخْشَرِيِّ فِي الْكَشَّافِ قَالَ اُسْقُفُّ نَجْرَانَ يَامَعْشَرَ النَّصَارٰى اِنِّيْ لَاَرٰى وُجُوْهًا لَوْشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يُّزِيْلَ جَبَلًا مِّنْ مَّكَانِهٖ لَاَزَالَهٗ بِهَا فَلَا تُبَاهِلُوْا فَتَهْلِكُوْا وَلَايَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ نَصْرَانِيٌّ وَكَذَا فِي السِّيْرَةِ الْحَلْبِيَّةِ .

مباہلہ کے بیان میں اِس حدیث کا حاصل گزر چکا (اِس کو امام سیوطیؒ اور علامہ زمخشریؒ نے نقل کیا ہے)۔

(۵۸) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ جَاعَ فِيْ زَمَنِ قَحْطٍ فَاَهْدَتْ لَهٗ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَغِيْفَيْنِ وَبَضْعَةَ لَحْمٍ اٰثَرَتْهُ بِهَا فَرَجَعَ بِهَا اِلَيْهَا وَقَالَ هَلُمِّيْ يَابُنَيَّةُ فَكَشَفَتْ عَنِ الطَّبَقِ فَاِذَا هُوَ مَمْلُوْءٌ خُبْزًا وَلَحْمًا فَبُهِتَتْ وَعَلِمَتْ اَنَّهَا نَزَلَتْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنّٰى لَكِ هٰذَا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَكِ شَبِيْهَةَ سَيِّدَةِ نِسَآءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ثُمَّ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَجَمِيْعَ اَهْلِ بَيْتِهٖ فَاَكَلُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى شَبِعُوْا وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ فَاَوْسَعَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى جِيْرَانِهَا. (رواه الزمخشرى فى الكشاف وتتبعت كتب الموضوعات فلم اجده فيها ورواه ابويعلى معناه غير ذكر القحط وغير قوله ثم جمع ....الخ)

''حضور ﷺ سے روایت ہے کہ آپ کو ایک بار قحط کے زمانے میں بھوک کی تکلیف پیش آئی تو حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ کو دو روٹی اور گوشت (غالبًا پختہ ہوگا) کا ٹکڑا ہدیہ بھیجا اور خود باوجود بھوک کے نہ کھایا (کس درجہ سخاوت تھی اور کیسی محبت تھی رسول مقبول ﷺ کی، پھر سردارتانِ جنت کیوں نہ ہوتیں پس حضور ﷺ نے یہ کھانا

حضرت فاطمہؓ کو لوٹا دیا اور فرمایا اے پیاری بیٹی ؎۱ تم خود آؤ سو وہ (حاضر ہوئیں اور) طباق کو کھولا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا پس حیران رہ گئیں اور جانا کہ یہ کھانا اللہ کے پاس سے اُترا ہے۔ پھر فرمایا اُن سے حضور ﷺ نے کہاں سے تم کو یہ کھانا ملا تو جواب دیا حضرت فاطمہؓ نے، وہ خدا کے پاس سے اُترا ہے، بیشک اللہ روزی دیتا ہے بے شمار جسے چاہتا ہے۔ پس فرمایا حضور ﷺ نے تمام شکر ہے اُس اللہ کا جس نے تجھے مثل سردار تمام عورتوں بنی اسرائیل کے بنایا (اور وہ حضرت مریمؑ تھیں بطریق کرامت اُن کے پاس بے موسم غیب سے میوے آتے تھے، اُنہوں نے حضرت زکریاؑ کے جواب میں بھی یہی فرمایا تھا کہ یہ میوے بے موسم خدا کے پاس سے آتے ہیں آخر تک) پھر اکٹھا کیا رسول مقبول ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو اور تمام اہل بیت کو، سو سب نے کھانا کھایا اُس طباق پر یہاں تک کہ سیر ہوگئے اور کھانا باقی رہا جیسا کہ تھا تو وسعت کی (یعنی دیا) حضرت فاطمہؓ نے اپنے پڑوسیوں پر (اِس کو صاحبِ کشاف نے روایت کیا ہے اور قاضی ابویعلی محدث نے بھی یہ قصہ سوائے ذکر قحط اور سب کے جمع کرنے کے روایت کیا ہے۔ اِس سے حسّی کرامت حضرت فاطمہؓ کی ثابت ہوئی جو تقوے کے ساتھ محمود ہے)۔ (جاری ہے)

؎۱ شاید یہ وجہ ہوگی کہ حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کے کھانے کے ہمراہ آنے سے کھانے میں زیادتی ہو جاوے گی اور دُوسری وجوہ بھی محتمل ہیں۔

اِعلامیہ

جاری کردہ " مجلسِ عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان "

منعقدہ ۲۹ربیع الاول و یکم ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۸، ۱۹/اپریل ۲۰۰۷ء

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی !

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا دو روزہ اجلاس منعقدہ ملتان بتاریخ ۱۸، ۱۹/اپریل ۲۰۰۷ء زیرِ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم ملک کی عمومی، دینی و معاشرتی صورتِ حال پر گہری تشویش و اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے چند اہم اُمور کی طرف قومی و دینی حلقوں کو توجہ دلانا اپنی ذمہ داری تصور کرتا ہے۔

☆ اِسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام مسلم اُمہ کے جداگانہ تشخص کی بنیاد پر اِس مقصد کے لیے عمل میں لایا گیا تھا کہ قرآن و سنت کے اُصول و ضوابط اور احکام و قوانین کے ساتھ ایک مثالی اسلامی ریاست اور معاشرہ کی تشکیل کی طرف پیش رفت کی جائے گی اور گزشتہ ساٹھ برس کے دوران اِس سلسلہ میں قراردادِ مقاصد اور ۱۹۷۳ء کے دستور کی اِسلامی دفعات کے ذریعہ دستوری ضمانت اور یقین دہانی کا بھی متعدد بار اہتمام کیا گیا لیکن عملی طور پر پاکستانی قوم نہ صرف یہ کہ اَب تک زیرو پوائنٹ پر کھڑی ہے بلکہ حکمران طبقات اور ریاستی اِدارے مُلک میں اِسلامی اقدار و روایات کو کمزور کرنے اور دینی اثرات و نشانات کو مٹانے کی مذموم مہم میں مسلسل مصروف نظر آرہے ہیں۔

☆ روشن خیالی کے عنوان سے اِسلامی احکام اور دینی اقدار کا مذاق اُڑایا جارہا ہے۔ میڈیا کے تمام ذرائع کو فحاشی بے حیائی اور عریانی کے فروغ کے لیے بے دریغ استعمال کیا جارہا ہے۔ غیر مُلکی سرمایہ کے بل بوتے پر کام کرنے والی ہزاروں سیکولر این جی اوز کو معاشرہ میں فکری انتشار اور اخلاقی بے راہ رَوی پھیلانے کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ عوام میں دینی حلقوں اور اِسلام کی اصل نمائندہ قوتوں کا اعتماد مجروح کرنے کے لیے اُن کی کردارکشی کی جارہی ہے۔ فحاشی اور بے حیائی کے مراکز کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ حدود آرڈیننس میں من مانی ترامیم کرکے شرعی احکام میں تبدیلی کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ تحفظ ختم نبوت،

تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ اور شراب پر پابندی جیسے اہم شرعی قوانین میں تبدیلی کی راہ ہموار کی جارہی ہے اور اِس قسم کے بہت سے دیگر اقدامات کے ذریعہ پاکستان کو سیکولر ملک بنانے کے ایجنڈے پر تیزی کے ساتھ کام آگے بڑھایا جارہا ہے۔

☆ مُلک کے تعلیمی نظام کا قبلہ تبدیل کیا جارہا ہے۔ عالمی سیکولر قوتوں کے اِیماء پر ریاستی تعلیمی نظام ونصاب کو دینی مواد واَثرات سے محروم کرنے کے لیے مسلسل اِقدامات کیے جارہے ہیں۔ تعلیمی اِداروں کو اسلامی ماحول اور تربیت مہیا کرنے کی بجائے مغرب کی بے حیاء ثقافت کے فروغ کے مراکز میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ دینی مدارس کے آزادانہ اور پرائیویٹ تعلیمی نظام کو کردار کشی، دباؤ اور مداخلت کی بے جا کوششوں کے ذریعہ اُن کے آزادانہ کردار سے محروم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور عالمی سطح پر پاکستان کو اِسلام اور مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر پیش کرنے کی بجائے اسلام دُشمن عالمی قوتوں کے آلہ کار کی حیثیت سے متعارف کرایا جارہا ہے۔

☆ حکومت اور سرکاری اِداروں کے اِس نوعیت کے کردار اور اقدامات کے باعث ملک میں شدید ردّعمل کی ایسی صورتیں سامنے آنا شروع ہوگئی ہیں جو اگرچہ تمام محبّ وطن حلقوں کے لیے تشویش و اضطراب کا باعث ہیں لیکن یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ یہ اِسلام اور اسلامی احکام وقوانین کے حوالہ سے حکومتی طبقات اور ریاستی اِداروں کے ساٹھ سالہ مسلسل منفی رویہ کا لازمی ردّعمل ہے کہ عوام کے ایک حصے نے ملک کے اِسلامی تشخص کے تحفظ اور دستور کے مطابق ایک اِسلامی معاشرہ کی تشکیل کے سلسلہ میں حکومت اور حکومتی اِداروں سے مکمل طور پر مایوس ہوکر مبینہ طور پر تشدد کا راستہ اختیار کرلیا ہے اور وفاقی دارُ الحکومت اور قبائلی علاقوں سمیت متعدد مقامات پر قانون کو ہاتھ میں لینے کے واقعات رُونما ہورہے ہیں۔

☆ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ مُلک میں اسلامی احکام وقوانین کی عملداری، اسلامی اقدار ورَوایات کے فروغ اور منکرات وفواحش کے سد باب کے لیے پراَمن اور دستوری جدو جہد پر یقین رکھتی ہے اور جدو جہد کے کسی ایسے طریقہ کو دُرست تصورنہیں کرتی جس میں حکومت کے ساتھ براہِ راست تصادم، عوام پر زبردستی یا قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوئی شکل پائی جاتی ہو لیکن اِس کے ساتھ اِس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے کہ ایسی تمام صورتیں دراصل ردّعمل ہیں اُس مسلسل حکومتی طرزِ عمل کا جس کے نتیجے

میں بعض حلقے حکومت اور حکومتی اِداروں سے مکمل طور پر مایوس ہوکر اِسلامی معاشرت واقدار کے تحفظ کے لیے قانون کو ہاتھ میں لینے پرخود کو مجبور سمجھ رہے ہیں۔ اس لیے یہ اِجلاس قانون کو ہاتھ میں لینے اور اِسلامی اقدار و روایات کے لیے تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی تمام صورتوں سے لاتعلقی اور براءت کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے طرزِ عمل اور رویہ پر نظر ثانی کرے اور ایک اِسلامی حکومت کے لیے قرآن وسنت اور دستورِ پاکستان کی بیان کردہ ذمّہ داریوں کو قبول کرتے ہوئے اپنی اِن پالیسیوں کو فی الفور تبدیل کرے جو اِس قسم کی صورت حال کا باعث بن رہی ہیں۔

☆ جامعہ حفصہ ؓ اسلام آباد کے قبضہ کے حوالہ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ اپنے اِس مؤقف کا اِعادہ ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں تک جامعہ حفصہ ؓ اسلام آباد کی طالبات اور لال مسجد کی انتظامیہ کے اِن مطالبات کا تعلق ہے کہ :

(۱) ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔
(۲) اسلام آباد میں گرائی جانے والی مساجد کو فوری طور پر دوبارہ تعمیر کیا جائے۔
(۳) بدکاری اور فواحش کے اڈے ختم کیے جائیں۔
(۴) نام نہاد تحفظ حقوق نسواں ایکٹ کی خلافِ اسلام دفعات منسوخ کی جائیں۔

یہ مطالبات نہ صرف یہ کہ دُرست اور ضروری ہیں بلکہ ملک کے عوام کے دل کی آواز ہیں اور دستورِ پاکستان کا ناگزیر تقاضہ ہیں اس لیے یہ اجلاس اِن مطالبات کی مکمل حمایت کرتے ہوئے حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنے اِسلامی اور دستوری فرائض کی پاسداری کرتے ہوئے اِن کی منظوری کا اعلان کرے اور اِن پر عملدرآمد کے لیے عملی اقدامات کا آغاز کرے۔

البتہ اِس سلسلہ میں جامعہ حفصہ ؓ اسلام آباد کی طالبات اور لال مسجد کے منتظمین نے جو طریق کار اختیار کیا ہے، اُسے یہ اجلاس دُرست نہیں سمجھتا اور اِس کے لیے نہ صرف وفاق المدارس العربیہ کی اعلیٰ قیادت خود اسلام آباد جا کر متعلقہ حضرات سے متعدد بار بات چیت کر چکی ہے بلکہ ''وفاق'' کے فیصلہ اور مؤقف سے انحراف کے باعث جامعہ حفصہ ؓ کا ''وفاق'' کے ساتھ الحاق بھی ختم کیا جا چکا ہے۔

☆ یہ اجلاس وفاق المدارس کی اعلیٰ قیادت کے مؤقف اور فیصلہ سے جامعہ حفصہ ؓ اسلام آباد اور

لال مسجد کے منتظمین کے اِس انحراف کو افسوسناک قرار دیتا ہے اور اُن سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اِس پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے مُلک کی اعلیٰ ترین علمی و دینی قیادت کی سرپرستی میں واپس آجائیں تاکہ اِس مسئلہ کا کوئی باوقار اور نتیجہ خیز حل نکالا جاسکے۔ اِس کے ساتھ ہی یہ اجلاس حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ اُس کی طرف سے جبر اور تشدد کی کوئی بھی کارروائی اِس مسئلہ کو مزید بگاڑنے کا باعث بنے گی، اِس لیے وہ بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اپنی پالیسیوں میں تبدیلی کا احساس کرتے ہوئے مذاکرات اور گفت وشنید کے ذریعہ یہ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرے۔

☆ یہ اجلاس اِس صورتِ حال پر بھی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ جامعہ حفصہؓ اسلام آباد کے قبضہ اور اِس جیسے بعض دیگر واقعات کی آڑ میں بعض سیکولر عناصر نے مُلک میں شرعی قوانین کے خلاف مہم کو تیز کردیا ہے اور منفی بیانات اور ریلیوں کے ذریعہ حالات کو بگاڑا جارہا ہے۔ نیز ایسے بیانات بھی سامنے آرہے ہیں جن سے دینی حلقوں اور سیکولر حلقوں کے درمیان منافرت بڑھانے اور خانہ جنگی کے حالات پیدا کرنے کی سازش کی بو آرہی ہے۔ اِس لیے یہ اجلاس ملک کے دینی وقومی حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی ذمّہ داری کا احساس کرتے ہوئے اِس صورت حال کا نوٹس لیں اور قوم کو نظریاتی تقسیم اور خانہ جنگی کے خطرات سے بچانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

☆ یہ اجلاس اِن اطلاعات کو اشتعال انگیز تصور کرتا ہے کہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے دینی مدارس میں سرکاری اہل کاروں کی آمد و رفت میں اضافہ ہوگیا ہے اور چھان بین کے نام پر اِنہیں ہراساں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جو وفاق المدارس کے ساتھ حکومت کی اَب تک کی بات چیت اور طے شدہ اُمور سے انحراف ہے، اِسے فی الفور بند ہوجانا چاہیے۔

☆ وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کی نظر میں یہ افواہیں انتہائی افسوسناک اور اضطراب انگیز ہیں کہ حکومت دینی مدارس کو اِسلام آباد کی حدود سے باہر منتقل کرنے کا اِرادہ رکھتی ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو یہ دینی مدارس کے خلاف انتہائی معاندانہ کارروائی متصور ہوگی۔ اسلام آباد میں غیر ملکی سرمایے پر چلنے والی سینکڑوں این جی اوز اور پرائیویٹ تعلیمی اِدارے کام کر رہے ہیں اور اِس پس منظر میں دینی مدارس کے خلاف اِس قسم کی کارروائی وفاقی دارُالحکومت کے شہریوں کو دینی تعلیم کے حق سے محروم کرنے کی کارروائی ہوگی جسے

قبول نہیں کیا جائے گا اور حکومت کو اِس سلسلہ میں شدید عوامی ردِّ عمل اور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆ یہ اجلاس جامعہ حفصہ ؓ اسلام آباد پر گزشتہ روز ہیلی کاپٹر کی نچلی پرواز اور مبینہ طور پر زہریلی گیس کا استعمال اور طالبات کی تصاویر اُتارے جانے کی کارروائی کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اِس طرح کی اشتعال انگیز کارروائیوں کا سلسلہ فوری طور پر بند کیا جائے اور طاقت کے استعمال کی بجائے مذاکرات کے ذریعہ مسئلہ کو حل کیا جائے۔

وفیات

☆ جناب محمد فیصل صاحب کے خسر مرحوم جناب اوّل خان صاحب آفریدی سڑک کے حادثہ میں زخمی ہونے کے بعد ۲۷؍اپریل کو لاہور میں وفات پاگئے۔ مرحوم بہت اچھے روایتی انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

☆ کراچی کے محترم سید رضوان صاحب کے جواں سال بھائی ۲۱؍اپریل کی شب راہزنوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. مرحوم نے تین برس کا معصوم، ایک بیوہ، والدین اور بھائی سوگوار چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کی کفالت فرما کر صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆ مارچ کے آخر میں جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولوی عبداللہ تاجی ایک ناگہانی حادثہ میں شہید ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرما کر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

☆ جامعہ مدنیہ کے فاضل مولوی عبدالرحمٰن کے دادا طویل علالت کے بعد وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ . اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کروائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

دُنیا کی تین چیزیں جو حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کو اچھی لگتی تھیں :

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثَةٌ اَلطَّعَامُ وَالنِّسَآءُ وَالطِّيْبُ فَاَصَابَ اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدًا اَصَابَ النِّسَآءَ وَالطِّيْبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ .

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کو دُنیا کی تین چیزیں بہت اچھی لگتی تھیں: (ایک تو) کھانا، (دُوسرے) عورتیں اور (تیسرے) خوشبو۔ چنانچہ اُن میں سے دو چیزیں تو آپ کو حاصل ہوئیں ایک چیز حاصل نہیں ہوئی۔ عورتیں اور خوشبو تو آپ کو حاصل ہوئیں لیکن کھانا حاصل نہیں ہوا۔

ف : مذکورہ حدیثِ پاک میں بتلایا گیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کو دُنیا کی تین چیزیں اچھی لگتی تھیں: کھانا، عورتیں، خوشبو۔ کھانا تو اِس لیے مرغوب تھا کہ اِس کے ذریعہ جسم و جان کو محفوظ و توانا رکھ کر دینی خدمات اور طاعات وعبادات پر قوت وطاقت حاصل ہوتی ہے۔ عورتیں اِس لیے مرغوب تھیں کہ اِن کے ذریعہ نفس کو بُرے خیالات سے بچانے میں مدد ملتی ہے اور خوشبو اِس لیے مرغوب تھی کہ اِس کے ذریعہ دماغ کو نشاط اور تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اِن تین چیزوں میں سے دو چیزیں یعنی عورتیں اور خوشبو تو آپ کو کثرت سے حاصل ہوئیں البتہ کھانا آپ کو بہت ہی کم ملا جو نہ ملنے کے برابر تھا۔

میدانِ محشر میں لوگ تین طرح سے لائے جائیں گے :

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةَ اَصْنَافٍ صِنْفًا مُّشَاةً وَصِنْفًا رُكْبَانًا وَصِنْفًا عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَمْشُوْنَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ اَمْشَاھُمْ عَلٰی اَقْدَامِھِمْ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَھُمْ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَمَا اَنَّھُمْ یَتَّقُوْنَ بِوُجُوْھِھِمْ کُلَّ حَدْبٍ وَّشَوْکَۃٍ.

(ترمذی ج ۲ ص ۱۴۶ تفسیر سورۂ بنی اسرائیل، مشکوۃ ص ۴۸۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : قیامت کے دن میدانِ محشر میں لوگوں کو تین طرح سے لایا جائے گا۔ ایک قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو پیدل چل کر آئیں گے۔ ایک قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو سواریوں پر سوار ہو کر آئیں گے۔ ایک قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو مُنہ کے بل چلتے ہوئے آئیں گے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ لوگ منہ کے بل چل کر کس طرح آئیں گے؟ فرمایا : حقیقت یہ ہے کہ جس ذات نے اِن کو پاؤں کے بل چلایا ہے وہ اِن کو منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے اور جان لو کہ وہ لوگ منہ کے بل چلنے میں اپنے آپ کو اپنے منہ کے ذریعہ بلندی اور کانٹوں سے بچائیں گے۔

ف : حدیث شریف میں مذکور تین قسم کے لوگوں میں سے پہلی قسم کے لوگ وہ اہلِ ایمان ہوں گے جن کے ذخیرۂ اعمال میں اچھے اور بُرے دونوں طرح کے عمل ہوں گے اور وہ خوف و رَجاء کے درمیان کی حالت میں رہتے ہوئے حق تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار ہوں گے۔ دُوسری قسم کے لوگ وہ کامل الایمان ہوں گے جو نیک اعمال میں سبقت و پیش قدمی اختیار کرتے تھے اور تیسری قسم کے لوگ کافر و مشرک ہوں گے۔ قیامت کے دن اِن لوگوں کو منہ کے بل چلانا اِس اَمر کا اعلان ہوگا کہ اِن لوگوں نے چونکہ دُنیا میں سجدۂ اطاعت نہیں کیا اور خداوندِ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اپنی گردن کو نہیں جھکایا اِس لیے اللہ تعالیٰ نے اِن کو منہ کے بل چلا کر ذلیل وخوار کیا ہے۔

قیامت کے دن تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا :

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا ذَکَرَتِ النَّارَ فَبَکَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَایُبْکِیْکِ؟ قَالَتْ ذَکَرْتُ النَّارَ فَبَکَیْتُ فَھَلْ تَذْکُرُوْنَ اَھْلِیْکُمْ یَوْمَ

اَلْقِیٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا فِیْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَایَذْکُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِیْزَانِ حَتّٰی یَعْلَمَ اَیَخِفُّ مِیْزَانُہٗ اَمْ یَثْقُلُ ، وَعِنْدَ الْکِتَابِ حِیْنَ یُقَالُ ھَاءُ مُ اقْرَءُ وْا کِتٰبِیَہْ حَتّٰی یَعْلَمَ اَیْنَ یَقَعُ کِتَابُہٗ اَفِیْ یَمِیْنِہٖ اَمْ فِیْ شِمَالِہٖ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِہٖ ، وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَیْنَ ظَھْرَیْ جَھَنَّمَ . (ابو داوٗد بحوالہ مشکوٰة ص ۴۸۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک دن) وہ دوزخ کا خیال کر کے رونے لگیں (یعنی اچانک اُن کے دل میں دوزخ کا خیال آگیا تو اُس کی دہشت سے اُن پر گریہ طاری ہوگیا)۔ رسولِ اکرم ﷺ نے (اُن کو اِس طرح اچانک روتے دیکھا تو) پوچھا کہ یہ تمہیں کیا ہوا، کیوں رو رہی ہو؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ مجھے دوزخ کی آگ کا خیال آگیا تھا (اُس کی دہشت اور خوف سے) رونے لگی ہوں اور ہاں کیا آپ قیامت کے دن اپنے اہل وعیال کو بھی یاد رکھیں گے؟ رسولِ اکرم ﷺ نے یہ سن کر اِرشاد فرمایا : اُس دن تین موقعے ایسے ہوں گے کہ وہاں کسی کو کسی کا خیال نہیں ہوگا (یعنی مخصوص طور پر کسی کا خیال نہیں ہوگا)۔ ایک موقع تو وہ ہوگا جب اعمال کو تولنے کے لیے میزان سامنے ہوگی تاوقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اُس کی میزان بھاری رہی یا ہلکی (یعنی جب تک اعمال تُل نہ لیں گے اور یہ پتا نہ چل جائے گا کہ نیک اعمال کا پلہ جُھک گیا ہے یا اُوپر کو اُٹھ گیا ہے تب تک ہر شخص اپنی اپنی فکر میں سرگرداں رہے گا) دُوسرا موقع وہ ہوگا جب اعمال نامے (ہاتھوں میں) حوالے کیے جائیں گے یہاں تک کہ یہ نہ کہا جانے لگے کہ آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھو اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا ہے یا پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں۔ اور تیسرا موقع وہ ہوگا جب لوگ پل صراط (پر سے گزرنے) کے قریب ہوں گے اور وہ پل صراط جہنم کی پشت پر (یعنی اُس کے دہانے پر) رکھا جائے گا (یہاں تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اِس پر سے عافیت کے ساتھ گزر کر نجات پالی ہے یا جہنم میں گر پڑا ہے۔

قسط : ۱

مسائلِ موبائل

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾

دورانِ درس موبائل پر گفتگو :

سوال : زید ایک مدرسہ میں اُستاد ہے۔ دورانِ درس اُس کا موبائل بج رہا ہے تو کیا وہ درس روک کر اُس کا جواب دے سکتا ہے؟ کیا اِس سے اوقاتِ مدرسہ کے تحفظ میں کوتاہی تو نہیں ہے جبکہ موبائل کا جواب دیے بغیر یہ تعین مشکل ہے کہ فون ضروری ہے یا غیر ضروری؟

اِسی طرح زید ایک حفظ کا مدرس ہے۔ طالب علم کا قرآن سن رہا ہے۔ درمیان میں موبائل کی گھنٹی بجی تو قرآن سنانے والے طالب علم کی تلاوت روک کر موبائل کا جواب دیا یا تلاوت جاری ہے اور یہ اپنے موبائل میں بات کرے؟ کیا اِس سے منع عن ذکر اللہ والی بات لازم آئے گی؟

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی

الجواب وباللّٰہ التوفیق : موبائل پر گفتگو کرنا بھی آمنے سامنے گفتگو کرنے کے مانند ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مدرسہ کے اوقات میں بالخصوص درس کے دوران موبائل پر گفتگو نہ کی جائے اور موبائل کو بند رکھا جائے۔ البتہ اگر کوئی نہایت ضروری گفتگو کرنی ہو تو اُس میں حد درجہ اختصار سے کام لیا جائے۔ خاص کر مدرسینِ حفظ کو اِس کا زیادہ اہتمام رکھنا چاہیے۔ اور جب بچے سبق سنا رہے ہوں تو مدرسین کو موبائل پر یا کسی دُوسرے شخص سے بات میں مشغول نہیں رہنا چاہیے۔ اِس لیے کہ قرآن پاک میں تلاوت کے وقت خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (الاعراف ۲۰۴، معارف القرآن ۴ /۱۶۱)**

موبائل کی رِنگ ٹون میں چڑیا کی آواز :

سوال : موبائل کی رِنگ ٹون کسی چڑیا یا جانور کی آواز ہے تو کیا یہ بھی میوزک میں داخل ہے؟ اور موبائل کی سادہ رِنگ ٹون (جو میوزک میں شمار نہ ہو) کی تعیین کیسے کی جائے؟ کیا لینڈ لائن فون کی رِنگ سادہ ہے؟

جواب : چڑیا یا جانور کی آواز میوزک میں داخل نہیں ہے۔ سادہ رِنگ ٹون وہ کہلاتی ہیں جن میں گانا، ساز یا میوزک وغیرہ جیسی چیزوں کا استعمال نہ ہو۔ لینڈ لائن فون کی بھی رِنگ سادہ کہلاتی ہے جس میں ساز وغیرہ نہ ہو۔

تنبیہ : عَرَّفَ الْقُهِسْتَانِیُّ الْغِنَآءَ بِاَنَّہٗ تَرْدِیْدُ الصَّوْتِ بِالْاَلْحَانِ فِی الشِّعْرِ مَعَ انْضِمَامِ التَّصْفِیْقِ الْمُنَاسِبِ لَهَا. (شامی ۹ / ۵۰۳)

نمازی کا بجتا ہوا موبائل بلا اِجازت بند کرنا :

سوال : زید اپنا موبائل سامنے رکھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔ دورانِ نماز موبائل کی رِنگ ہو رہی ہے تو کیا پاس بیٹھا آدمی (جو نماز نہیں پڑھ رہا ہے) اِس موبائل کو بند کر سکتا ہے؟ کیا اِس صورت میں بلا اجازت غیر کی ملکیت کو استعمال کرنے کا جرم ہوگا؟

جواب : موبائل کی گھنٹی بجنے سے چونکہ زید کی نماز میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اِس لیے پاس میں بیٹھے ہوئے شخص کو موبائل بند کر دینا بلاشبہ جائز ہے۔ یہ غیر کی ملکیت میں تصرف نہیں بلکہ ایک طرح سے اُس کے ساتھ ہمدردی اور تعاون ہے تاکہ اُس کی نماز میں خلل نہ پڑے۔ مُسْتَفَادْ : وَاِذَا ذَبَحَ اُضْحِیَةَ الْغَیْرِ نَاوِیًا مَّالِکَهَا بِغَیْرِ اَمْرِہٖ جَازَ وَلَاضَمَانَ عَلَیْهِ وَهٰذَا اِسْتِحْسَانٌ لِوُجُوْدِ الْاِذْنِ دَلَالَةً کَمَا فِی الْبَدَائِعِ. (شامی زکریا ۹ /۴۷۸) وَبَقِیَ مِنَ الْمَکْرُوْهَاتِ اَشْیَآءُ اُخَرُ ذَکَرَهَا فِی الْمُنْیَةِ وَنُوْرِ الْاِیْضَاحِ وَغَیْرِهِمَا مِنْهَا اَلصَّلٰوةُ بِحَضْرَةِ مَّا یَشْغَلُ الْبَالَ وَیَخِلُّ بِالْخُشُوْعِ. (شامی زکریا ۲ / ۴۲۵)

موبائل کے ذریعہ چاند کی گواہی :

سوال : چاند کی گواہی کسی معتبر آدمی کے موبائل سے بطورِ میسیج (Message) یا آواز سے مل رہی ہے تو کیا اُس کو معتبر سمجھا جائے گا؟

جواب : بذریعہ موبائل یا فون گواہی تو معتبر نہیں ہوسکتی۔ البتہ موبائل یا فون کے ذریعہ آمدہ خبریں اور اِطلاعات اگر استفاضہ کے درجہ تک پہنچ جائیں یعنی اُن کا جھٹلانا ممکن نہ ہو تو ایسی خبروں کا اعتبار کیا جائے گا۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۱/۴۰۲، انوارِ رحمت ۵۴۵)

موبائل پر اجنبی عورت سے گفتگو کرنا :

سوال : موبائل آفس (Customer Care) کو فون کرنے پر وہاں ایک عورت فون پر موجود ہے تو کیا اُس سے گفتگو کرنے میں کوئی حرج ہے؟ جبکہ بات کوئی اہم نہیں، اِس کے بغیر بھی معاملہ حل ہوجائے گا۔

جواب : بِلا کسی ضرورت کے اجنبی عورت سے بات چیت کی اجازت نہیں۔ لیکن اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو اجنبی عورت سے بقدرِ ضرورت بات چیت کی گنجائش ہے۔

وَصَوْتُهَا عَلَى الرَّاجِحِ عِبَارَةُ الْبَحْرِ عَنِ الْحِلْيَةِ اَنَّهُ الْاَشْبَهُ وَفِي النَّهْرِ وَهُوَ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ اِعْتِمَادُهُ. (درمع الشامی ۲/۷۷)

اسکرین پر قرآنی آیت کو بِلا وضو چھونا :

سوال : موبائل کی اسکرین پر قرآنی آیت ہے تو کیا بلا وضو اُس اسکرین کو چھو سکتے ہیں؟

جواب : جس اسکرین پر قرآن کی آیت نمایاں ہو تو اُس اسکرین کو بِلا وضو چھونا احتیاط کے خلاف ہے۔ وَمَسُّهُ اَیِ الْقُرْاٰنِ وَلَوْ فِيْ لَوْحٍ اَوْ دِرْهَمٍ اَوْ حَائِطٍ.

(شامی زکریا ۱/۴۸۸)

موبائل کو وقتِ مقررہ سے زائد استعمال کرنا :

سوال : تکنیکی غلطی سے ہمارا موبائل وقت سے زائد چل رہا ہے۔ کمپنی کے قانون کے

لحاظ سے ہمارا فون بند ہوجانا چاہیے تھا۔ مثلاً 15 اکتوبر تک اُس کا وقت ہے اِس کے بعد اُسے بند ہوجانا ہے مگر اِس کے بعد بھی یہ چالو ہے تو کیا اِس کے ذریعہ کال کرنا یا کال کا جواب دینا جائز ہے؟

جواب : جب آپ کو پہلے سے یہ معلوم ہے کہ فلاں تاریخ تک آپ کی مدت ختم ہوجائے گی پھر بھی مذکورہ تاریخ پر موبائل فون کی سروس منقطع نہیں ہوئی تو دیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ فوراً موبائل کمپنی سے رابطہ کر کے اِس تکنیکی غلطی پر اُسے مطلع کریں اور مدت کے بعد جس قدر بھی آپ نے موبائل کا استعمال کیا ہے اُس کی اُجرت کمپنی کے کھاتے میں جمع کرادیں۔

عَنْ اَبِیْ حُرَّۃَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلا لَاتَظْلِمُوْا اَلا لَایَحِلُّ مَالُ امْرِیٍٔ اِلاَّ بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ۔ (مشکٰوۃ شریف ۲۵۵)

الجواب صحیح — املاہ

شبیر احمد عفا اللہ عنہ — احقر محمد سلمان منصور پوری

۱۶/شوال ۱۴۲۷ھ — ۱۶/۱۰/۱۴۲۷ھ

اپیل دُعائے صحت

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ پاؤں میں زخم کے علاج کے سلسلے میں ڈاکٹرز ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام سے اُن کی صحت اور سلامتی کے لیے دُعاء کی درخواست کی جاتی ہے۔ (اِدارہ)

قسط : ۳ ، آخری

اِجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی کے منکر غیر مقلدین (اہلِ حدیثوں) سے چند سوالات

﴿ پروفیسر میاں محمد افضل، ساہیوال ﴾

موجودہ دَور کے لامذہب غیر مقلدین قیاس کرنے کو ''کارِ شیطان'' کہتے ہیں اور سب مقلدین کو ''مشرک'' قرار دیتے ہیں (جبکہ ہر غیر مقلد کی اَولاد اپنے والدین کی تقلید کی وجہ سے مشرک ہوتی ہے)۔ اِس سلسلہ میں اُن سے صرف دو سال کیے جاتے ہیں تاکہ اُنہیں قیاسِ شرعی کی اہمیت کا اندازہ ہوجائے اور وہ اپنے نظریاتِ فاسدہ سے تائب ہوکر سوادِ اہلِ سنت والجماعت احناف کے دامنِ عافیت میں پناہ حاصل کریں اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ .

(۱) حضور اکرم ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے کہ اگر مکھی کسی پینے کی چیز میں گر جائے تو اُسے غوطہ دے کر باہر پھینک دو۔ اَب دَورِ حاضر کے لامذہب غیر مقلدین بتلائیں کہ اگر چیونٹی، مچھر، بھڑ، جگنو، پتنگا وغیرہ پانی میں گر جائیں تو کیا پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہوجائے گا؟ اِن جانوروں کے نام صراحۃً حدیث پاک میں دِکھلائیں؟ مکھی والی حدیث پر قیاس کر کے شیطان نہ بنیں۔

(۲) آج کل کے تمام غیر مقلدین بھینس کا دُودھ، دہی، گھی، مکھن اور گوشت خوب استعمال کرتے ہیں۔ اِس کے لیے کوئی صریح آیت یا صریح حدیث پیش فرمائیں جس میں بھینس کی عربی ''جاموس'' کا لفظ موجود ہو کہ یہ حلال ہے۔ بھینس کو گائے وغیرہ پر قیاس کر کے کارِ شیطان میں مبتلا نہ ہوں۔

قارئین گرامی! آج کے لامذہب غیر مقلدین فقہ کے نام سے اِس طرح بھاگتے ہیں جیسے شیطان لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ سے بھاگتا ہے۔ ہر کس و ناکس فقہ پر تنقید کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ حالانکہ فقہ کی کتابوں میں قرآن، سنت، اجماع اور قیاسِ شرعی کے تمام مسائل کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے تاکہ عام آدمی اُسے پڑھ کر تمام مسائل پر عمل کر سکے۔ مولانا جوناگڑھی فقہ کے بارے میں اپنی کتاب ''سیف محمدی'' صفحہ ۱۱ پر یوں رقمطراز ہیں :

''ایک مسلمان پر اگر قرآن وحدیث پر عمل کرنا فرض ہے تو فقہ کے اُن دفاتر پر آنکھیں بند کیے عمل کرنا حرام بھی یقیناً۔''

ایک طرف فقہ پر عمل کرنے کو حرام کہتے ہیں۔ دُوسری طرف جب قرآن وحدیث سے بہت سے مسائل نہیں ملتے تو اپنے عوام کے لیے اُنہوں نے خود فقہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ نواب وحید الزمان نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''دُرِّ مختار'' کے مقابلہ میں ''نزل الابرار'' تحریر کی۔ اور میر نور الحسن صاحب نے ''عرف الجادی'' نامی فقہ کی کتاب لکھی ہے۔ اَب میں اُن کی فقہ کی کتابوں کے کچھ مسائل آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ غیر مقلدین کا فرض ہے کہ وہ اِن مسائل کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں کیونکہ اُن کے نزدیک صرف قرآن وحدیث ہی حجت ہیں۔ لہٰذا اُن سے اِس قسم کے سوالات کرنا عین انصاف ہوگا۔

(۱) میر نور الحسن صاحب عرف الجادی صفحہ ۱۰۹ پر لکھتے ہیں کہ :

''ایک شخص نے زنا کیا اور اُس کے نطفہ سے لڑکی پیدا ہوئی، وہ لڑکی جوان ہوگئی تو زانی باپ اِس سے نکاح کرسکتا ہے''۔

اِس مسئلہ کا ثبوت کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۲) عرف الجادی صفحہ ۲۰۸ پر ہے کہ :

''جو مرد یا عورت اپنے ہاتھ سے منی خارج کرے نہ اُس پر حد ہے نہ تعزیر بلکہ ایسے باعصمت مسلمانوں کو ایذاء پہنچانا حرام ہے''۔

اِس مسئلہ کا ثبوت کسی آیت یا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۳) نواب وحید الزمان نزل الابرار ج ۱ صفحہ ۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں :

''منی پاک ہے خشک ہو یا تر، پتلی ہو یا گاڑھی''۔

اِس مسئلہ کا ثبوت کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۴) نواب صاحب نزل الابرار ج ۱ صفحہ ۲۳۱ پر لکھتے ہیں:

''روزہ کی حالت میں مرد نے عورت کی دُبر زنی کی، انزال بھی ہوگیا تو مرد پر قضاء لازم ہے کفارہ لازم نہیں''۔

اِس مسئلہ کا ثبوت کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہندوستان میں لامذہب غیر مقلدین کا وجود انگریز کا مرہونِ منت ہے۔ اس سے پہلے برصغیر میں کوئی غیر مقلد نہ تھا۔ ہمارے اِس دعویٰ کی تائید غیر مقلدیت کو اقتدار کے زور سے پروان چڑھانے والے نواب صدیق الحسن خان صاحب بھی اپنی کتاب ''ترجمانِ وہابیہ'' میں کرتے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :

''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اِسلام آیا، چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب پر ہوتے ہیں اُس کو پسند کرتے ہیں۔ اُس وقت سے (پہلی صدی) آج تک (انگریز کی آمد تک) یہ لوگ مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں اور اِسی مذہب کے عالم وفاضل اور قاضی ومفتی ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک جمِ غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) جمع کیا اور اُن میں شاہ عبد الرحیم صاحبؒ والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحبؒ بھی شریک تھے۔'' (ترجمانِ وہابیہ صفحہ ۱۰)

لیکن آج کے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہم اہلِ حدیث ہیں اور جب سے حدیث ہے اُس وقت سے ہم موجود ہیں۔ اُن کے اِس دعوی کو پرکھنے کے لیے ہم اُن سے درج ذیل سوالات کرتے ہیں وہ اِن کے جوابات مستند تاریخی حوالوں سے دیں، جو ایک ناممکن امر ہے :

(۱) انگریز کی آمد سے پہلے ہندوستان میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور اُن کے خاندان کے تراجم و تفاسیر قرآن ہر گھر کی زینت تھے اور ہیں۔ غیر مقلدین انگریز کی آمد سے پہلے کسی غیر مقلد کا ترجمہ یا تفسیر پیش کریں؟

(۲) انگریز کی آمد سے پہلے ہندوستان میں احناف کی لکھی ہوئی حدیث کی کتابیں متداول تھیں اور ہیں جیسے شیخ رضی الدینؒ کی مشارق الانوار، اور شیخ علی حنفیؒ کی کنزل الاعمال۔ غیر مقلدین کسی غیر مقلد کی حدیث کی کتاب انگریز کی آمد سے پہلے کی دکھائیں؟

(۳) احناف کی لکھی ہوئی احادیث کی شروحات اور تراجم انگریز کے دَور سے پہلے اور اَب بھی عرب وعجم میں متداول ہیں جیسے شرح مشکوٰۃ، لمعات التنقیح ترجمہ مشکوٰۃ شریف، اشعۃ اللمعات اور مظاہر حق،

بخاری کی شرح تیسیر القاری۔ غیر مقلدین کسی غیر مقلد کی انگریز کی آمد سے پہلے کی لکھی ہوئی حدیث کی کوئی شرح یا ترجمہ پیش کریں؟

(۴) علمائے احناف کا مرتب کردہ فتاویٰ عالمگیری انگریز کی آمد سے پہلے اور اَب بھی عرب وعجم میں متداول ہے۔ غیر مقلدین انگریز کے دَور سے پہلے کا اپنا کوئی مفصل فتاوٰی پیش کریں؟

(۵) سیرت النبی ﷺ پر احناف کی مبسوط کتاب ''مدارج النبوۃ'' عرب وعجم میں متداول ہے۔ لیکن کوئی غیر مقلد انگریز کے دَور سے پہلے کی لکھی ہوئی اپنی سیرت کی کتاب پیش نہیں کرسکتا۔

(۶) کیا کوئی غیر مقلد بنارس میں عبدالحق سے پہلے، بھوپال میں نواب صدیق الحسن سے پہلے، دہلی میں میاں نذیر حسین سے پہلے، مدراس میں نظام الدین سے پہلے اور لاہور میں غلام نبی چکڑالوی سے پہلے کسی غیر مقلد کا وجود ثابت کرسکتا ہے؟

(۷) کیا کوئی غزنوی غیر مقلد مولانا عبداللہ غزنوی سے پہلے، کوئی لکھوی غیر مقلد حافظ محمد لکھوی سے پہلے، کوئی روپڑی غیر مقلد مولوی قطب الدین سے پہلے اپنے خاندان میں کسی غیر مقلد کا نام پیش کرسکتا ہے؟

(۸) ہندوستان میں انگریز کے دَور سے پہلے کی تمام مساجد احناف کی بنائی ہوئی ہیں۔ کیا کوئی غیر مقلد انگریز کے دَور سے پہلے کی اپنی کسی مسجد کا نام بتاسکتا ہے؟

(۹) کوئی غیر مقلد انگریز کے آنے سے پہلے کی لکھی ہوئی اپنی نماز کی کتاب دِکھاسکتا ہے؟

(۱۰) انگریز کے دَور سے پہلے پورے بارہ سو سال تک ہندوستان میں غیر مقلدین کا ایک بھی مدرسہ نہ تھا۔ اگر ہو تو نام و پتہ تحریر کریں۔

مذکورہ بالا دس سوالات کے مثبت جوابات یہ لوگ تا قیامت کسی مستند حوالے سے پیش نہیں کرسکتے جس کا واضح مطلب ہے کہ اُن کے بارے میں ہمارا دعوٰی کہ یہ لامذہب لوگ انگریز کے دَور کی پیداوار ہیں، سو فیصد دُرست ہے۔ ہاں انگریز کی آمد کے بعد تقریباً ساٹھ سال کے عرصہ میں اُنہوں نے ۲۲۲ مدرسے قائم کیے۔ ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھیں جن کا مقصد مسلمانوں کو آپس میں لڑانا تھا۔ ۲۸ عدد اخبار اور رسالے جاری کیے۔ ۹ عدد پریس قائم کیے۔ مزید برآں ۲۶ سال کے عرصہ میں ۲۰ عدد آل انڈیا کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ اِن کانفرنسوں میں ۶۶۵۰۰ کتابیں مفت تقسیم کی گئیں۔ (باقی صفحہ ۵۸)

قسط : ۵

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

۞ ۞ ۞

بتاریخ ۱۸۱۰ء حلب، شام میں :

ایک عیسائی خاتون اغوا ہوئی، بعد میں اُس کی لاش ملی اِس حالت میں کہ اُس کے جسم کا خون نکالا جاچکا تھا، ''رفول انکونا'' نامی یہودی اِس جرم میں پکڑا گیا۔

بتاریخ ۱۸۱۲ء جزیرہ کورنو، یونان میں :

یہودیوں نے دو بچوں کو ذبح کر کے اُن کا خون حاصل کیا، اِس جرم میں تین یہودی مجرم پکڑے گئے، اور اُنہیں سزائے موت دی گئی، اِس کے بعد یہودیوں نے ''ریکا'' نامی ایک یونانی لڑکے کو اغوا کر کے اُس کا خون نکالا۔

بتاریخ ۱۸۲۴ء بیروت لبنان میں :

یہودیوں نے فتح اللہ الصائغ نامی ایک لڑکے کا قتل کر کے اپنے تہوار کے لئے اُس کا خون لیا۔

بتاریخ ۱۸۲۶ء انطاکیہ، شام میں :

بتاریخ ۱۸۲۹ء حماۃ، شام میں :

بتاریخ ۱۸۳۴ء طرابلس، شام میں :

''بنوذ'' نامی ایک یہودی عورت نے یہودیوں کے جرائم اور انسانی قربانیوں اور ذبیحوں کے مظالم دیکھ کر یہودیت چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی، اور وہ راہبہ (پادری) بن گئی، پادری ''کاترینا'' کے نام سے انتقال کے بعد مشہور ہوئی، اُس نے اپنی ڈائری میں یہودیوں کے بدترین جرائم اور اپنی آنکھوں دیکھے لرزہ خیز مظالم کا تذکرہ کیا، اُس نے دو عیسائی بچوں اور ایک مسلمان لڑکی کی مظلومانہ داستان خاص طور پر لکھی ہے۔

بتاریخ ۱۸۴۰ء روڈس میں :

ایک یونانی بچہ یہودیوں کے ''پورم'' تہوار کے موقع پر غائب ہوگیا، اُسے جزیرہ کے ایک یہودی محلّہ میں جاتے دیکھا گیا تھا، یونانیوں میں اِس واقعہ سے سخت غم وغصہ اور شورش پیدا ہوئی تو اُس وقت کے ترکی گورنر یوسف پاشا نے یہودی محلّہ کے محاصرہ کا حکم جاری کیا اور یہودی سرداروں کو گرفتار کرلیا گیا۔ یہودی انسائیکلو پیڈیا جلد۱۰، صفحہ ۴۱۰ اشاعت ۱۹۰۵ء میں ذکر کیا گیا ہے کہ اِس واقعہ کے سلسلہ میں ''مانیٹوری'' یہودی کروڑ پتی کی دولت کام آئی اور گورنر ترکی نے یہودیوں کی براءت کا فرمان جاری کیا، بابِ عالی (سلطنت ترکی) کی خدمت میں رشوت پیش کرنے کے کام میں عثمانی حکومت کے بنکوں کے یہودی ڈائریکٹر، الکونٹ کمانڈو نے مدد کی، اور اِس طرح یہودی مال اِن کے جرائم کے پردہ پوشی کی مہم میں کامیاب ہوا۔

بتاریخ ۱۸۹۰ء دمشق میں :

ایک عیسائی بچہ جس کا نام ''ہندی عبدالنور'' تھا اور عمر ۶ سال تھی۔ ۷/اپریل کو یہودی تہوار سے پہلے غائب ہوگیا۔ پھر پولیس کو بچہ کی لاش یہودی محلّہ کے قریب ایک کنویں میں ملی، لاش کے پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوا کہ اُس کی کلائی کی رگ کاٹ کر اُس کا خون نکالا گیا تھا۔ یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ بچہ کنویں میں گر گیا تھا اور باوجودیکہ یورپین اخبارات نے اِس جرم کی تشہیر کی لیکن یہودی رشوت نے جرم پر پردہ ڈال دیا۔

بتاریخ ۱۸۴۰ء دمشق میں ایک پادری کے قتل کا سنگین واقعہ :

پادری فرانسوا نطوان ٹوما، ایک اٹالین پادری تھا، وہ جزیرہ ''سردینیا'' میں ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوا، ۱۸۰۷ء میں کیپوشیا کا پادری ہوگیا، پھر دمشق کے ایک کلیسا میں اُس کا تعین ہوگیا، ۳۳ سال تک بے مثال خدمات انجام دیتا رہا۔[۱]

۲/ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ مطابق ۵/فروری ۱۸۴۰ء کی بات ہے، پادری صاحب اپنی طبی خدمات کے سلسلہ میں ایک یہودی محلّہ میں ایک بچہ کو چیچک کا انجکشن دینے گئے، اُس کے بعد اُن کا پتا نہیں لگ سکا، وہ یہودی محلّہ سے واپس نہ آئے، اور پھر سنگین حادثہ انسانی خون بہانے کا پیش آیا، یہ واقعہ اُنیسویں صدی کا اپنی

[۱] دیکھیے کتاب'' الکنز المرصود فی قواعد التلمود ''از ڈاکٹر روہلنگ ترجمہ از یوسف نصر اللہ المعارف پریس ۱۸۹۹ء

نوعیت کا نہایت دِلدوز اور رُوح فرسا واقعہ ہے۔

پادری صاحب بیمار بچہ کو دیکھ کر اور علاج معالجہ کے بعد اپنے گہرے یہودی دوست ''داؤد ہراری'' کے ہاں پہنچے۔ گھر میں ''ہراری'' کے دو بھائی چچا اور دو یہودی ''حاخام'' تھے، وہ سب ایک کمرہ میں داخل ہوئے اور پادری صاحب پر ٹوٹ پڑے، اُن کے ہاتھ پیر باندھ دیئے، منہ میں کپڑا ٹھونس دیا، سورج ڈوبنے کے بعد اُنہوں نے ''سلیمان'' نامی ایک یہودی نائی کو بلوایا، اور پادری کو ذبح کرنے کے لئے کہا، وہ ڈر گیا اور ہمت نہ کر سکا، تو پادری ''ٹوما'' کے دوست ''ہراری'' نے خود اُسترہ لے کر پادری صاحب کو ذبح کر دیا، اُس کے بھائی ہارون نے ذبح کی تکمیل کی، پھر ایک برتن میں اُس کا خون لے کر ایک بڑی بوتل میں ڈالا، اور ''حاخام'' یعقوب پاشا عنتابی کے حوالہ کر دیا جس کے حکم پر یہ کارروائی کی گئی تھی، کیونکہ حاخام کو ۱۴ فروری کو تہوار کی رسم پوری کرنی تھی۔

اِن یہودیوں نے اِسی پر بس نہیں کیا، بلکہ جب اُس کا خادم ''ابراہیم عمار'' تلاش میں آیا، تو اُس کو بھی پکڑ کر اِسی طرح ذبح کر دیا گیا اور ''حاخام'' کو خون دیا گیا۔ تحقیقات شروع ہوئیں تو بعض لوگوں نے بتایا کہ پادری صاحب کو یہودی محلّہ میں جاتے ہوئے انہوں نے دیکھا تھا، فرانس کے کونسلر نے تحقیقات میں خصوصی دلچسپی لی اور ترکی حکومت کے تعاون سے تحقیقات مکمل طور پر روشنی میں آ گئیں، اور پوری دُنیا میں اِس سنگین حادثہ کا شور مچ گیا، متعدد یورپین کتابوں میں اِس واقعہ اور مقدمہ کا تذکرہ کیا گیا ہے، ابھی بھی مقدمہ کی فائل دمشق کی عدالت میں محفوظ ہے، اِس کی تفصلات ڈاکٹر روہلنگ کی کتاب میں ذکر کی گئی ہیں جس کا ترجمہ ''الکنز المرصود فی قواعد التلمود'' کے عنوان سے ۱۸۹۹ء میں ڈاکٹر یوسف نصر اللہ نے شائع کیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اِس سنگین مقدمہ کی رُوداد کا خلاصہ قارئین کی واقفیت کے لئے ذکر کر دُوں جو کتاب کے ۱۱۸ صفحات میں پھیلی ہوئی ہے۔

سلیمان نامی یہودی نائی نے مندرجہ ذیل اِعترافات کیے :

''داؤد ہراری'' نے مجھے سورج ڈوبنے کے آدھے گھنٹہ بعد میری دُوکان سے بلوایا، میں نے دیکھا کہ گھر میں ہارون ہراری، یوسف ہراری، یوسف لینیودہ، حاخام موسٰی ابوالعافیہ، حاخام موسٰی بخور، یوداسلونکی، اور گھر کا مالک داؤد ہراری موجود ہیں۔ اور پادری ٹوما کے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں، مجھ سے داؤد اور ہارون

نے کہا کہ اِس پادری کو ذبح کر۔ میں نے کہا میرے بس میں نہیں ۔انہوں نے کہا کہ اچھا ٹھہر، پھر وہ دونوں چھری لائے ، میں بھی لوگوں کے ساتھ پادری کو گرانے اور پکڑنے میں شریک رہا،اور ایک بڑی سینی میں اُس کی گردن رکھی گئی ،داؤد نے چھری لے کراُس کو ذبح کر دیا،اور ہارون نے رگیں کاٹنے کا کام مکمل کیا،ان کی کوشش رہی کہ ایک قطرہ بھی سینی سے باہر نہ گرے، پھر ہم نے پادری کی لاش لکڑی کے گودام میں ڈال دی، ہم نے اُس کے کپڑے اُتار دیئے اور اُنہیں جلا دیا، پھر''مراد'' چپڑاسی آیا، اُس نے بتایا کہ اِن سات یہودیوں نے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ہم لوگوں نے پوچھا کہ لاش کے ٹکڑے کہاں پھینکنے ہیں،تو انہوں نے کہا کہ بڑے بوروں میں لے جا کر موسیٰ ابوالعافیہ کے مکان کے پاس یہودیوں کے محلّہ کے بڑے نالہ میں پھینک دو،ہم لوگ پھینکنے کے بعد داؤد کے مکان میں آئے ،تو اُنہوں نے چپڑاسی سے کہا کہ واقعہ کا کسی کو پتا نہ لگنے پائے،اور یہ وعدہ کیا کہ وہ اپنے پیسے سے اُس کی شادی کرا دیں گے اور مجھ کو ایک رقم دینے کا وعدہ کیا۔

سوال : تم نے لاش کی ہڈیوں کا کیا کیا؟

جواب : ہم نے کلہاڑی سے توڑ توڑ کر ہڈیوں کے ٹکڑے کر دیئے۔

سوال : تم نے سر کا کیا کیا؟

جواب : اُس کو توڑ کر ٹکڑوں میں کر دیا۔

سوال : آنتوں کے ساتھ کیا کیا؟

جواب : آنتیں کاٹ کر اور بورے میں لے جا کر نالہ میں ڈال دیں۔

اسحاق ہراری کے اعترافات کچھ اِس طرح تھے :

واقعہ یہ ہے کہ ہم نے پادری ٹوما کو داؤد کے گھر میں اُس کا خون اپنے مذہبی تہوار کے لیے لینے کی خاطر قتل کیا اور ایک بوتل میں ''حاخام'' موسیٰ کو خون بھیجا۔

سوال : جس بوتل میں خون بھیجا،سفید تھی یا سیاہ؟

جواب : سفید۔

سوال : کس نے حاخام کو بوتل دی؟

جواب : حاخام موسیٰ سلونکی نے۔

سوال : تمہارے مذہب میں انسانی خون کا کیا ہوتا ہے؟

جواب : اِسے ہم تہوار کی روٹی پکانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

سوال : کیا تمام یہودیوں کو یہ خون تقسیم کیا جاتا ہے؟

جواب : نہیں یہ ضروری نہیں ہے، بڑے حاخام کے پاس رہتا ہے۔

سوال : پادری کو تم لوگوں نے کس طرح بُلایا؟

جواب : حاخام موسٰی سلونکی اور حاخام موسٰی ابوالعافیہ نے اِس کی ترکیب کی۔

حاخام موسٰی ابوالعافیہ کے اعترافات مندرجہ ذیل ہیں :

''حاخام یعقوب پاشانے ہراری خاندان کے لوگوں سے مطالبہ کیا تھا کہ اِسے دو بوتل انسانی خون چاہیئے۔اُن لوگوں نے اُس سے وعدہ کیا کہ وہ اِس کا انتظام کردیں گے۔اِس کے بعد میرا داؤد کے گھر جانا ہوا، وہاں مجھ سے کہا گیا کہ تم اِن بوتلوں کو حاخام یعقوب کے پاس پہنچادو، قتل کا واقعہ ہراری کے ہاں پیش آیا۔

سوال : خون کا کیا فائدہ، کیا اِسے روٹی میں ڈالا جاتا ہے، اور کیا پوری قوم کو دیا جاتا ہے؟

جواب : یہ تہوار کی روٹی کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور یہ صرف یہودی بزرگوں کو دیا جاتا ہے۔ بعض یہودی حاخام کے پاس گھر سے آٹا بھیج دیتے ہیں، وہ خود آٹا گھوندھتا ہے، اور اُس میں خون کی بھی کچھ مقدار رَازدارانہ طور پر ڈال دیتا ہے، اور اُن سب کو روٹی بھیجتا ہے، جو آٹا بھیجتے ہیں۔

سوال : کیا تم نے حاخام یعقوب سے معلوم کیا کہ وہ بڑے حاخام کو بھی خون بھیجتا ہے؟

جواب : مجھے حاخام یعقوب نے بتایا کہ اِس خون کی ایک مقدار بغداد بھیجنی ہوتی ہے۔

سوال : کیا سلیمان نائی پادری کو ذبح کرتے وقت پکڑے ہوئے تھا۔

جواب : میں نے سب لوگوں کو پادری کے اِردگرد دیکھا تھا، اور ذبح کرنے کے بعد وہ بہت خوش تھے کہ اُنہوں نے ایک دینی فریضہ پورا کیا۔

سوال : کیا پادری اور اُس کے خادم کو داؤد ہراری کے مکان میں قتل کیا گیا؟

جواب : جی ہاں! اُنہوں نے پہلے پادری کو ذبح کیا، میں نے دُوسرے شخص کو دُوسرے کمرہ میں بندھا ہوا دیکھا، میرا خیال ہے کہ وہ خادم تھا۔

ذیل میں داؤد ہراری کے اعترافات درج کیے جا رہے ہیں :

''حاخام یعقوب عنتابی نے کلیسا میں ہم سات افراد سے کہا کہ تہوار کے لئے انسانی خون کی ضرورت ہے، اور اِس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم کسی طرح پادری ''ٹوما'' کو پھانسیں، وہ اکثر محلّہ میں آتا ہے، اُسے ذبح کر کے اُس کا خون لیں۔ اِس کے چند دن کے بعد ہم نے اُس کو قتل کیا، اور موسیٰ سلونکی نے خون لے کر موسیٰ ابوالعافیہ کو دیا، اُس نے یعقوب عنتابی کو دیا۔

ٹوما پادری کے خادم ابرہیم عمار کے قتل کے بارے میں مراد فتال کے اعترافات درج ذیل ہیں :

''میں اپنے اُستاد کے پاس جب واپس گیا، تو اُس نے پوچھا کیا تمہیں پادری کے خادم کے بارے میں معلوم ہے؟ میں نے کہا، ہاں! تو اُس نے کہا کہ جاؤ ابھی جاؤ اور دیکھو کہ اُنہوں نے اُس کو پکڑا کہ نہیں، میں ماہر خارجی کے پاس گیا، دروازہ بند پایا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو اُستاد نے آ کر دروازہ کھولا، اور یہ کہا کہ ہم نے اُسے پکڑ لیا، تمہیں دیکھنا ہے، یا تم جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں بھی یہ منظر دیکھوں گا، کمرہ میں داخل ہونے پر میں نے دیکھا کہ اسحاق بٹشو اور ہارون اِستنبولی نے ابراہیم کے ہاتھ اُس کے رومال سے پیچھے باندھ دیے ہیں اور اُس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا ہے، یہ سب گھر کے اُس حصہ میں ہو رہا تھا جہاں بیت الخلاء وغیرہ کی طرف آنگن میں ایک بیٹھک تھی۔ موجود لوگوں نے دروازہ بند کر رکھا تھا، اسحاق بٹشو اور ہارون استنبولی نے جب اُس کے ہاتھ باندھ دیے تو ماہر اور مراد خارجی نے اُسے زمین پر پٹخ دیا اور تمام موجود لوگوں نے اِس میں مدد کی، جن میں اصلان خارجی، یعقوب، یوسف مناحم تھے، پھر تانبے کی ایک سینی لائے، اور مراد خارجی نے اُس کی گردن سینی میں رکھی اور اُس کو ذبح کر دیا، میں اور مراد خارجی اُس کا سر پکڑے تھے اور اصلان اور اسحاق اُس کے پیروں پر بیٹھے تھے، ہارون اور دُوسرے ساتھی اُس کو دبائے ہوئے تھے کہ حرکت نہ کر سکے، اِس طرح اُس کا پورا خون نکالا گیا۔ تمام مجرموں نے اِس مقدمے میں تفصیلی گواہیاں دیں، اور پولیس کو تحقیق پر پادری اور اُس کے خادم کی لاشوں کے ٹکڑے ملے، پھر تاریخی مقدمہ چلا، دَورانِ تحقیق و تفتیش یوسف ہراری اور یوسف لینبودہ کی موت ہوگئی، بقیہ دس مجرموں کو سزائے موت ہوئی، چار ملزموں کو بری کر دیا گیا، جن میں ایک موسیٰ ابوالعافیہ تھے[1] جنہوں نے اِسلام قبول کر لیا تھا، اور محمد نام رکھا تھا، انہوں نے ہی دورانِ تحقیق

[1] اِن کا مسلمان خاندان اُردن اور شام میں رہتا ہے۔

تمام رازوں اور تلمود کی خفیہ تعلیمات پر سے پردہ ہٹایا، بقیہ تین اصلان خارجی، سلیمان نائی اور مراد فتال تھے، اُنہوں نے تحقیقات میں تعاون کیا اور خوفناک جرائم کی تفصیلات بتائیں۔

لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہودی رشوت نے یہاں بھی اپنے مکروفن کے کمالات دکھائے ! یہودی کروڑ پتی مونٹیوری اور کرامیو مصر گئے، اور اِنہوں نے محمد علی پاشا کو بڑی رشوت دی، جس نے عدالتی فیصلہ کو کالعدم کر کے اِن خونخوار آدمخور بھیڑیوں کو بری کر دیا۔

محمد علی پاشا کے فرمان پر ذرا ایک نظر ڈالیے :

ہماری خدمت میں جو رپورٹ مونٹیوری اور کرامیو کی طرف سے پیش کی گئی ہے جو ہمارے پاس موسیٰ کی شریعت کے تابع عام یورپین لوگوں کی طرف سے فرستادہ تھے، اُس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اِن یہودیوں کے حق میں جو جیل میں ہیں اور جو پادری ٹوما اور اُس کے خادم جو بتاریخ ماہ ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ اپنے خادم ابراہیم کے ساتھ دمشق شام میں کہیں غائب ہو گئے، کے واقعہ قتل کے بعد سزا کے ڈر سے بھاگ گئے ہیں، آزادی اور امن وامان کے خواہشمند ہیں۔ اس قوم کے لوگوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے اُن کی درخواست کو رد کرنا مناسب نہیں ہے، لہٰذا ہمارا حکم یہ ہے کہ گرفتاروں کو رہا کر دیا جائے اور جو بھاگ گئے ہیں، اُن کو واپس آنے پر قصاص سے مستثنیٰ کر دیا جائے، کارخانہ داروں کو اپنے کاموں اور تاجروں کو اپنی تجارت میں مشغول رہنے دیا جائے، تاکہ ہر فرد اپنے پیشے میں مشغول رہے، اور آپ کو چاہیئے کہ ہر ممکن طریقہ پر اِس کی کوشش کریں کہ اُن میں سے کسی پر کوئی زیادتی نہ ہونے پائے، وہ جہاں بھی ہوں، اُنہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے، یہ ہمارا فیصلہ ہے۔ گورنر شریف پاشا کو جب یہ فرمان ملا تو اُنہوں نے مجرموں کو رہا کر دیا۔

۱۔ واقعہ یہ ہے کہ جو یہودی جرائم تاریخ میں محفوظ ہیں اور اُن کے بارے میں جو تحقیقات ہوئی ہیں، مقدمات چلے ہیں، اور رپورٹیں تیار کی گئی ہیں، وہ اِن جرائم کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جن کا دُنیا کو پتا نہ چل سکا، ہزاروں کی تعداد میں جو بچے دُنیا بھر میں اغوا ہوتے ہیں، وہ اِنہی یہودی مذہبی تہواروں کے لئے پکڑے اور ذبح کئے جاتے ہیں، اور اِن کے خون مذہبی تہواروں کی روٹیوں کے ساتھ اِن بھیڑیوں کے پیٹوں میں جاتے ہیں۔

۲۔ یہودیوں کو اُس وقت زیادہ خوشی ہوتی ہے جب کسی دُوست کے بچہ کا خون کرتے ہیں، اور بے گناہ انسان کا خون بہا کر اِنہیں لذت اور حظ حاصل ہوتا ہے، کیونکہ اِن کا عقیدہ ہے کہ وہ اِس طرح ایک مقدس مذہبی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

۳۔ اِن کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اگر انسانی قربانی کو زیادہ تکلیف دے کر مارا جائے تو زیادہ برکت ہوتی ہے، خاص طور پر بچوں کے بارے میں وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جتنی تکلیف اور اَذّیت کے ساتھ دھیرے دھیرے یہ خون نکلے گا اُتنا ہی ''خدائے یہود'' خوش ہوگا اور اپنے مخلص چہیتوں کو برکت دے گا۔

۴۔ یہودی ہمیشہ اِس کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اپنے مذہبی تہوار کے لئے غریبوں کا خون لیتے ہیں، لیکن بے شمار واقعات اُن کے جرائم کے ثبوت کے لئے کافی ہیں، اِسی طرح بہت سے یہودی جو اپنے مذہب سے توبہ کر کے عیسائی ہو گئے اُنہوں نے بہت تفصیل کے ساتھ اِن جرائم کی کہانیاں اور عدالتوں میں اِن کے بارے میں گواہیاں پیش کی ہیں، اِن میں ''حاخام موسیٰ'' کا نام مشہور ہے جو مقدمہ کی تحقیق کے دوران مسلمان ہو گئے تھے، اور اُنہوں نے تلمود کی مجرمانہ، وحشیانہ اور خوفناک تعلیمات کا پردہ فاش کیا۔

۵۔ یہودیوں نے باوجودیکہ اپنے اِن جرائم کی پاداش میں سخت سزاؤں کو جھیلا، لیکن وہ اِن جرائم سے باز نہ آئے، بیسویں صدی میں اِن کے جرائم شمار سے باہر ہیں، آخری واقعہ اِس صدی کے ایک رُوسی بچہ ''نیکولا تھموفیش'' کے قتل کا ہے جس کو سوویت یونین کے صوبہ ''گوزبینہ'' میں مذہبی تہوار کے لیے مارا گیا۔ [۱] لاطینی امریکہ کولمبیا میں متعدد بچوں کو اِسی مقصد کے لئے مارا گیا۔ [۲] اور یہ جرائم یہودیت کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ (جاری ہے)

---

[۱] دیکھیے : پرچہ اخبار فلسطین تاریخ ۲۱ رمئی ۱۹۶۲ء [۲] ''المصور'' مجلّہ میں بتاریخ ۱۹۶۴ء کولمبیا کے خون چوسنے والے ایک شخص کا واقعہ ذکر کیا گیا لیکن کولمبیا کے تحقیقی اِداروں کو یہ پتہ نہ چل سکا کہ یہ خون چوسنے والے مجرم یہودی ہیں، ہسپتالوں کو خون بیچنے والے مافیا گروپ نہیں۔

دینی مسائل

﴿ نکاحِ باطل اور نکاحِ فاسد ﴾

وہ نکاح جس کے جواز کی شرائط پوری نہ ہوں لیکن جواز کا شبہ موجود ہو تو وہ ''نکاحِ فاسد'' کہلاتا ہے اور جس نکاح کے جواز کی شرائط بھی پوری نہ ہوں اور جواز کا شبہ بھی موجود نہ ہو وہ ''نکاحِ باطل'' کہلاتا ہے۔

نکاحِ فاسد کی مثالیں :

1۔ گواہوں کے بغیر کیا جانے والا نکاح۔

2۔ دو بہنوں سے یا پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی سے اکٹھے نکاح کرنا۔

3۔ ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دُوسری بہن سے نکاح کرنا یا خالہ یا پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھانجی یا بھتیجی سے نکاح کرنا۔

4۔ ایک بہن کی عدت میں دُوسری بہن سے نکاح کرنا یا پھوپھی کی عدت میں اُس کی بھتیجی سے نکاح کرنا یا خالہ کی عدت میں اُس کی بھانجی سے نکاح کرنا۔

5۔ جو عورت ایک شخص کی عدت میں ہو دُوسرے شخص کا اُس سے نکاح کرنا جبکہ وہ اِس کے عدت میں ہونے سے لاعلم ہو۔

6۔ چوتھی بیوی کی عدت میں پانچویں عورت سے نکاح کرنا۔

7۔ جس عورت کو خود ایک مجلس میں تین طلاقیں دے چکا ہو، غیر مقلدین کے فتوے پر اُس سے بغیر حلالہ کے نکاح کرنا۔

8۔ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو لیکن وہ دُوسرے مرد کو لاعلم رکھ کر اُس سے نکاح کر لے۔

نکاحِ فاسد کا حکم :

نکاح فاسد سے مندرجہ ذیل احکام ثابت ہوتے ہیں :

1۔ صحبت سے مہر واجب ہوتا ہے۔

2۔ اولاد ہو تو اُس کا نسب شوہر سے ثابت ہوتا ہے۔

3۔ تفریق پر عدت واجب ہوتی ہے۔

4۔ تفریق سے پیشتر جو جماع اور صحبت ہو اُس پر زنا کی حد نہیں لگتی۔

5۔ مرد عورت کے درمیان تفریق لازم ہے یہاں تک کہ حاکم یا عدالت پر واجب ہے کہ وہ اُن کے درمیان تفریق کو نافذ کرے۔

6۔ جانتے بوجھتے ایسا نکاح کرنے پر تعزیر کی جائے گی۔

نکاحِ باطل کی مثالیں :

1۔ کوئی مسلمان عورت کسی کافر سے نکاح کرلے۔

2۔ اپنی محرم سے نکاح کرنا۔ یہ قول امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے باطل نہیں۔

3۔ یہ جانتے ہوئے کہ عورت دُوسرے کی منکوحہ ہے یا دُوسرے کی عدت میں ہے اُس سے نکاح کرنا۔

نکاحِ باطل کا حکم :

نکاح باطل کا اعتبار نہیں، لہٰذا اِس سے

1۔ اولاد ہو تو اُس کا نسب ثابت نہیں ہوتا۔

2۔ تفریق پر عدت واجب نہیں ہوتی۔

3۔ جانتے بوجھتے یہ نکاح کرنے اور صحبت کرنے پر زنا کی حد لگے گی۔

نکاحِ موقت یا متعہ :

اگر یوں کہا جائے کہ میں نے تجھ سے اِتنے دن یا اِتنی مدت کے لئے نکاح کیا تو یہ ''نکاح موقت'' کہلاتا ہے اور اگر بجائے نکاح کے متعہ یا اُس سے مشتق کوئی لفظ بولا مثلاً تمتع یا استمتاع کا لفظ استعمال کیا تو یہ

''متعہ'' کہلاتا ہے۔لیکن حقیقت دونوں کی ایک ہے۔

جاہل عربوں میں اِس کا رواج تھا۔رسول اللہ ﷺ نے پہلے ایک مرتبہ اِس سے منع کیا، پھر جنگ خیبر میں تین دن کے لئے اِس کی اجازت دی گئی اور اِس کے بعد قیامت تک کے لئے حرام کردیا گیا۔اب پوری اُمت کا متعہ کی حرمت پر اتفاق واجماع ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایا : یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَذِنْتُ لَکُمْ فِی الْاِ سْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَآءِ وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (مسلم شریف) یعنی اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی رُخصت دی تھی اوراب اللہ تعالیٰ نے اِس کو قیامت تک کے لئے حرام کردیا ہے۔

بقیہ : اِجماعِ اُمت اور قیاس شرعی کے منکر

سوچنے کی بات ہے کہ مذکورہ بالا تمام کاموں کے لیے اِس نومولودفرقہ کوسرمایہ کہاں سے ملا؟ ظاہر ہے کہ تمام سرمایہ انگریز حکومت نے مہیا کیا ہوگا جس کی مقصد برآری کے لیے یہ فرقہ وجود میں آیا تھا۔

مذکورہ بالا تمام کارکردگی اُن کی اپنی کتاب ''علمائے حدیث کی علمی خدمات'' میں مذکور ہے، اُس میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

آخر میں اِلتماس ہے کہ بندہ نے یہ تمام کاوش سادہ لوح احناف کواُن کے شر سے بچانے کے لیے کی ہے تاکہ اُن کا عمل بالقرآن والحدیث کا دعوٰی طشتِ ازبام ہوجائے اور ہمارے اہل سنت والجماعت حنفی بھائی اپنے اسلاف کے طریق پر گامزن رہ کر اِلحادوزندقہ سے محفوظ رہیں اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ .

تقریب شادی خانہ آبادی

مولانا سید مسعود میاں صاحب

بانی جامعہ حضرتِ اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا سید مسعود میاں صاحب گزشتہ ماہ کی ۲۷ تاریخ مطابق ۹ ربیع الثانی کو رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

مولانا کی شادی کراچی کے سید تخلیص حسین صاحب کی دُختر نیک اختر سے ہوئی۔ نمازِ جمعہ کے بعد مسجد بیت المکرّم کراچی میں حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب چشتی نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے نکاح پڑھایا۔

حضرت مولانا، بانی جامعہ حضرت اقدسؒ کے دارُالعلوم دیوبند میں ہم سبق رہے ہیں اس لیے بھی اِس موقع پر آپ کی موجودگی سب کے لیے مزید خوشی و مسرت کا باعث بنی۔ اِسی رات رُخصتی کی پُر وقار تقریب ہوئی اور اگلے دن بروز ہفتہ بذریعہ قراقرم ریل بارات لاہور کے لیے روانہ ہوئی۔ اتوار کی صبح بخیریت لاہور پہنچے، والحمد للہ۔

دعوتِ ولیمہ کا مختصر سا نظم یکم مئی بروز منگل ہوا، مگر قبل ازیں ۲۹ ر اپریل کی دوپہر کو ایک چھوٹی سی دعوتِ ولیمہ منعقد ہوئی، اِس لیے کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب بوجوہ یکم مئی کو تشریف نہیں لا سکتے تھے اِس لیے اُن ہی کی فرمائش پر لاہور پہنچتے ہی چھوٹی سی ہنگامی دعوتِ ولیمہ منعقد کی گئی جس میں جامعہ مدنیہ قدیم و جامعہ مدنیہ جدید کے اساتذہ کرام بھی شریک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اِس عقد کو دونوں خاندانوں کے لیے خیر و برکت کا باعث بنائے اور ہر قسم کے شر و فتن سے حفاظت فرمائے، آمین۔

بزمِ قارئین

مکرم و محترم جناب سید محمود میاں صاحب زِید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ پاک حضرت قائد حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور آپ کے اور ہمارے سارے اَسلاف کے درجات بلند فرمائے۔ اُن کا فیض ''اَنوارِ مدینہ'' کی شکل میں بندہ کے پاس حرم شریف پہنچ رہا ہے۔ بندہ حرف بحرف مسجد الحرام کے دفتر میں بیٹھ کر پڑھتا رہتا ہے اور دُعاؤں کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ سب مضامین معیاری ہوتے ہیں، بالخصوص حضرتؒ کے دُروس و جوابات۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ.

آج عریضہ لکھنے کی خاص وجہ اپریل 2007ء کے شمارہ کا حرفِ آغاز ہے۔ بے حد اہم مسئلہ کا آپ نے ذکر کیا۔ اللہ پاک حل و اِصلاح کی صورتیں پیدا فرمائیں۔ ہمارے سارے اَکابرین اِن کے حق میں نہیں تھے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں قرآن میں مؤمنات کو '' اَلْغَافِلَاتُ '' سے پکار کر بطورِ ''مدح'' کے اِرشاد فرمایا۔ مرد کے لیے غافل ہونا معیوب ہے اور عورت کے لیے ''حسن''۔ '' اَلْعَالِمَاتُ '' کا خطاب نہیں ہے۔

بندہ کو بھی بے حد شکایات پہنچتی رہتی ہیں۔ اِس بات کو وفاق المدارس کے پاس سنجیدگی سے غور کے لیے بھیجنی چاہیے۔ تمام اَحباب و اِخوان کو بندہ کا سلام۔ بندہ دُعا گو اور دُعا جو ہے۔

والسلام

عبدالمنان خادم مسجد الحرام

۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ / 11 اپریل 2007ء

عالمی خبریں

پسماندہ امریکی .... سرجری سے قبل وضو کرنا جرم ٹھہرا

امریکی سکیورٹی گارڈ نے مسلمان ڈاکٹر کو گھسیٹ کر دواخانہ سے باہر نکال دیا

نیویارک (نمائندہ خصوصی) غیر مسلموں کو اِسلام سے متعارف کرانا اور اُنہیں اسلامی شعائر، عادات واَطوار سے واقف کروانا کتنا ضروری کام ہے۔ اِس بات کی اہمیت کو بہت لوگ تسلیم کرتے ہیں لیکن کتنے لوگ اِس سمت میں کام کرتے ہیں کسی کو نہیں معلوم۔ امریکہ میں گیارہ ستمبر کے سانحے کے بعد وہاں آباد مسلمانوں کو اِس ضمن میں بہت ہی تلخ تجربات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ امریکی ریاست بالٹی مور میں گزشتہ مہینے ایک امریکی مسلم ڈاکٹر کے ساتھ تو ایسا ہی کچھ واقعہ پیش آیا۔ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کی اشاعت میں فلپ ریکر نے ڈاکٹر محمد اصغر حسین کے اِس واقعہ کا ذکر کیا ہے، جب ڈاکٹر اصغر حسین نے یونیورسٹی آف میری لینڈ کے میڈیکل سنٹر میں اپنے کینسر کے علاج کے لیے رجوع کیا تو ڈاکٹروں نے اُنہیں سرجری کرنا طے کیا۔ سرجری سے عین قبل ڈاکٹر اصغر حسین دواخانے کے باتھ رُوم میں جا کر وضو کر رہے تھے تاکہ وہ نماز ادا کر سکیں تو دواخانے کے سکیورٹی گارڈوں نے وضو کرنے کے عمل کو مشتبہ حرکات وسکنات سمجھتے ہوئے ڈاکٹر اصغر حسین کو پکڑ کر دواخانے سے باہر نکال دیا۔ (روزنامہ نوائے وقت 19 اپریل 2007ء)

✲

'' اور ہم ناچیں گی، ہم گائیں گی، بھاگ ملاں .... عورت آئی ''

لاہور (نامہ نگار) عاصمہ جہانگیر نے ریلی میں نعرے لگواتے ہوئے کہا کہ ''ہم ناچیں گی، ہم گائیں گی، بھاگ ملاں ....عورت آئی''۔ جب اُن سے اِس نعرے کے متعلق پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا کہ ناچ گانا ہمارے کلچر کا حصہ ہے، ہم کسی کو حق نہیں دیتیں کہ وہ ہم پر پابندی لگائے۔ عاصمہ جہانگیر کی بیٹی منیزہ جو ایک بھارتی ٹی وی چینل کے لیے کام کرتی ہے وہ ریلی کی خصوصی طور پر کوریج کرتی رہی۔ (روزنامہ نوائے وقت 20 اپریل 2007ء)

✲ ✲ ✲

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲؍اپریل کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب پشاور تشریف لے گئے۔ وہاں حسبِ سابق جناب خالد خاں صاحب مروت کی قیام گاہ ٹھہرنا ہوا۔ جہاں پر اُن کے رفقائرات کے کھانے پر تشریف لائے۔ مسجد تکبیر کے خطیب مولانا ذاکر صاحب بھی اس موقع پر تشریف فرما تھے۔ڈاکٹر اَرشد تقویم صاحب کاکاخیل بھی حضرت سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اِسی رات ڈاکٹر عبد الدیان صاحب مدظلہم کی مزاج پرسی کے لیے اُن کی قیام گاہ جانا ہوا مگر وہ موجود نہ تھے اِس لیے اُن سے ملاقات نہ ہوسکی۔۴؍اپریل کو لاہور بخیریت واپسی ہوئی، والحمدللہ۔

۱۲؍اپریل کو آزاد کشمیر پلندری کے حضرت مولانا ابوطاہر محمد اسحاق خان صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور طلباء سے بہت مفید اور اِصلاحی بیان کیا اور بعد از مغرب واپس تشریف لے گئے۔

۱۵؍اپریل کو مغرب کے بعد حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدرسہ رحیمیہ قادریہ جمبر کلاں ضلع قصور میں ختم قرآن کی تقریب اور دستار بندی میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔قرآن پاک کی عظمت اور دینی مدارس کی اہمیت پر بیان ہوا۔رات 1:30 واپسی ہوئی۔

۱۷؍اپریل کو حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے نواسے اور سیّد سلیم صاحب زیدی کے بیٹے محمد احمد سلمہٗ نے اقرأ مدینۃ الاطفال لتحفیظ القرآن میں حفظ قرآن پاک مکمل کیا، اِس موقع پر مولانا سید محمود میاں صاحب نے دُعا کروائی۔

۲۲؍اپریل کو حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب اقرأ مدینۃ الاطفال لتحفیظ القرآن کی سالانہ تقریب دستار بندی میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ بعد ازاں کراچی کے سفر پر دوپہر 2:00 روانگی ہوئی۔

۲۷؍اپریل کو حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا سید مسعود میاں صاحب کا

کراچی میں نکاحِ مسنون منعقد ہوا۔ بعد ازاں یکم مئی کو لاہور میں ولیمہ ہوا۔

۲۸/اپریل کو کراچی میں حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ بنوریہ تشریف لے گئے، جہاں مہتمم صاحب و دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات ہوئی۔

۲۹/اپریل کو حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کی دن کے گیارہ بجے کراچی سے بارات کے ساتھ بخیریت لاہور واپسی ہوئی۔

۲۹/اپریل کو جمعیت علمائے اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مولانا سید مسعود میاں صاحب کی شادی کی مبارکباد کے لیے قیام گاہ بیت الحمد میں تشریف لائے اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ کچھ دیر بعد ڈیرہ اسماعیل خان کے لیے روانہ ہوگئے۔

۲۹/اپریل کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے بعد از نماز ظہر ''فضلاء جامعہ اشرفیہ کے ساٹھ سالہ سہ روزہ اجتماع'' میں شرکت کی، نیز وہاں موجود علماء کی کثیر تعداد سے ''اسلام سب سے جدید اور آخری مذہب ہے نیز علماء کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر بیان فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں "جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں "بیت الحمد" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)